



جلد ۱۷ | بھیرہ پنجاب | ربیع الثانی ۱۳۶۵ھ مطابق اپریل ۱۹۴۶ء | نمبر ۳

# شمالی پنجاب کے مسلمانوں کی عظیم الشان تبلیغی کانفرنس حزب الانصار کا سو طہوال سالانہ جلسہ

مقام جامع مسجد بھیرہ بتاریخ ۱۵-۱۶-۱۷ اپریل ۱۹۴۶ء مطابق ۲-۳-۴ چیت سمت ۲۰۰۲  
 موافق ۱۰-۱۱-۱۲ ربیع الثانی ۱۳۶۵ھ پر روز جمعہ ہفتہ وایت وار نہایت ترک احتشام  
 سے منعقد ہوگا جس میں نامور علمائے کرام و شایخ عظام کی شرکت کی توقع ہے جملہ قابل دریافت  
 امور کے لئے ناظم اطلاعات جلسہ لانہ حزب الانصار بھیرہ پنجاب سے خط و کتابت کریں۔  
 (ناظم حزب الانصار بھیرہ پنجاب)

# سلام

بھور سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(نیتہ فکر جناب محمد قربان حسین شاہ صاحب قربان حجتی نظامی)

سلام اے منبع صدق و صفا اے نور عرفانی  
 نبیؐ تھے خاتم سیر الہی اور نگین تو تھیں  
 عیاں عالم پہ تو نے جذبہ ایمان کر ڈالا  
 فرشتے عرش اعظم پر یہ یا تحقیق کہتے ہیں  
 نہ تیرے دشمنوں کو کیوں بھلا خواہ وزبوں کہیے  
 بامر فخر عالم تو نے امت کی امامت کی  
 اٹھا سکتے نہ تھے قدسی بھی جس بھاری امانت کو  
 تو وہ ہے ہر ادا جس کی محمدؐ کی جہیتی ہے  
 تو وہ ہے جس کو حیواں دیکھ کر انسان بن جائے  
 مرکب تیرا جسد پاک انوار نبیؐ سے ہے  
 وہ اپنی عاقبت اور دین سب کچھ غرق کرتے ہیں  
 تعصب چھوڑ کر دیکھیں تو یہ ظاہر عدالت ہے  
 بتایا تیرے اسوہ نے کیوں دل شاد ہوتے ہیں  
 محمد مصطفیٰؐ نے بھی تجھے ہم راہ فرمایا  
 نبی کا نام آیا لب پہ تو وصل علیؑ نکلا

سلام اے کہ تجھے زیبا ہے دین حق کی خاقانی  
 بنی کے بعد عالم میں امام العالمین تو تھا  
 محمدؐ کے لئے گھر بار بھی قربان کر ڈالا  
 تجھے صدیق کہتے ہیں تجھے صدیق کہتے ہیں  
 تجھے کیوں کر نہ فخر سابقون الاولوں کہیے  
 یہی برہان قاطع ہے تیری پہلی خلافت کی  
 بنایا تو نے فخر دوش اس پیاری امانت کو  
 تو وہ ہے نام جس کا دوستی لے لے کے جیتی ہے  
 تجھے اک آنکھ دیکھے کفر تو ایمان بن جائے  
 علیؑ تجھ سے ہے اور تو ہو ہو حجت علیؑ سے ہے  
 جو تجھ میں اور علیؑ میں کچھ ذرا بھی فرق کرتے ہیں  
 صداقت سے ولایت ہے ولایت سے صداقت ہے  
 خسر ہوتے ہیں ایسے ایسے ہی داماد ہوتے ہیں  
 امام جعفر صادقؑ نے تجھ پر ناز فرمایا  
 جو تیرا نام یاد آیا تو پھر صدر جانا نکلا

مبارک ہو تیرا صدق و صفا تحقیق ہو جانا

مبارک ہو تجھے بوبکر سے صدیق ہو جانا

## تذکرۃ الصالحات

# اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

(اند خواجہ محمد ایوب صاحب بھروی)

کی خدمت میں آکر دہی سوال دہرایا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ابو بکر میرے دینی بھائی ہیں۔ اور ایسے بھائیوں کی اولاد سے نکاح جائز ہے۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بھی قبول فرمایا۔ مگر چونکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ جیسے بن مطعم کے بیٹے سے جو ابھی تک حالت کفر پر تھے منسوب ہو چکی تھیں۔ ان سے دریافت کرنا بھی ضروری امر تھا جب جیسر کی بیوی سے پوچھا گیا تو اس نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں پہلے ہی ڈرتھا کہ اگر یہ لڑکی ہمارے گھر آگئی تو ہمارا بچہ بھی پادین ہو جائے گا۔ وہ نسبت بول ختم ہوئی۔ عظیمہ حضرت عائشہؓ کے نکاح کا واقعہ یوں بیان کرتی ہیں۔ کہ حضرت عائشہؓ لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں۔ ان کی اما آئی۔ اور ان کو لے گئی۔ عرف ابو بکر نے آکر نکاح پڑھا دیا۔ خود جناب صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ کہ جب میرا نکاح ہوا تو مجھ کو خبر تک نہ ہوئی کہ میرا نکاح ہو گیا۔ البتہ والدہ نے باہر نکلنے سے سختی سے روک دیا تھا۔ جس سے میں سمجھ گئی تھی کہ میرا نکاح ہو گیا ہے۔ اس سعد کی ایک روایت حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ان کا ہر بارہ اوقیہ اور ایک نش یعنی پانچ سو درہم قریب سوار دے پے مقرر ہوا تھا۔

نکاح کے تین سال بعد تک آپ میکے میں رہیں۔ اور اس کے بعد دن و شبی کے تعلقات قائم ہوئے۔ حضرت عائشہؓ کی رخصت مدینہ منورہ میں ہوئی تھی انصار کی عورتیں آپ کو لینے کے لئے سیدنا ابو بکر صدیقؓ

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی کثرت جنگ۔ اور اُم رومان کی فوج نظر تھیں۔ اس اعتبار سے آپ نجیب الطرفین تھیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا شجرہ نسب ساتویں آٹھویں پشت پر والد کی طرف سے اور گیارہویں پشت پر والدہ کی طرف سے جا کر ملتا ہے۔ حضرت عائشہؓ کا نکاح فوت کے دو تین سال یعنی چھ برس کی عمر میں ہوا۔ یہ سوال ۱۰ سال کی عمر میں رخصتی ہوئی۔ اور رشتہ ریح الاول میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک کے سر سے اٹھ گیا۔

محققین کا اتفاق ہے کہ حضرت حدیث کے دھمال کے بعد آنحضرتؐ بے حد طول و غلیں رہنے لگے تھے جس سے جانثاروں کو بے حد تشویش ہوئی۔ ایک دن خولہ بنت خلیفہ زوجہ حضرت عثمان بن مظعونؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنا ہوئیں۔ کہ یا رسول اللہؐ دوسرا نکاح کر لیجئے آپ نے فرمایا کس سے؟ خولہ نے عرض کیا اگر یہ وہ سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو سودہ بنت زمعہ ہیں نہیں تو ابو بکر کی لڑکی عائشہ ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جا کر گفتگو کرو۔ چنانچہ آپ کی رضامندی حاصل کر کے خولہ سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس گئیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کا اظہار کیا۔ یہ سن کر عرب کے قدیم قاعدے کے موجب جناب صدیقؓ کو کہنے فرمایا کہ عائشہؓ تو رسول اللہؐ کی بہتی ہیں۔ کیونکہ آپ میرے منہ بولے بھائی ہیں۔ پھر یہ رشتہ مجھے ہوسکتا ہے؟ خولہ نے حضورؐ

نکاح میں عورت سے اجازت لے لی جی چاہیے۔ فرمایا: ہاں۔  
عرض کی کہ وہ تو مشرم سے چسپہ تھی ہے۔ ارشاد ہوا  
خوشی ہی اجازت ہے۔

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے صفیہؓ کے متعلق جو کسی قدر  
پست قد تھیں کہا: یا رسول اللہ! بس کیجئے صفیہؓ تو اتنی  
ہیں: آپ نے فرمایا: تم نے ایسی بات کہی کہ اگر مسند  
کے پانی بھی ملاؤ تو ملا سکتی ہو۔ عرض کی یا رسول اللہ! میں  
نے تو ایک شخص کے متعلق واقعہ بیان کیا۔ ارشاد ہوا  
اگر مجھ کو اتنا اور اتنا بھی دیا جائے تو بھی یہ بیان نہ  
کہوں۔

حضرت عائشہؓ نے جس گھر میں اپنی زندگی کے انتہائی  
دن مسرت سے گزارے تھے وہ گھر صرف ایک حجرہ تھا  
جس کی وسعت چھ سات ہاتھ سے زیادہ نہ تھی دیواریں  
مٹی کی تھیں۔ اور کھجور کی بیٹیوں اور بھینسوں سے چھت پٹائی  
گئی تھی اور بادش سے حفاظت کے لئے ایک کبل ڈال دیا  
گیا تھا۔ دواڑہ میں ایک پٹ کا کوڑا تھا جو بند ہی نہ  
ہوتا تھا۔ اسی حجرہ سے ملا ہوا ایک بالا خانہ تھا۔

اس مقدس گھر کی کل کائنات ایک چار پائی ایک  
بستر ایک چٹائی ایک چھال بھرائی ایک دودھی کے منکے  
ایک مٹی کا گھڑا اور مٹی کے پیالے کے سوا کچھ نہ تھی۔ جس  
میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ چالیس چالیس رات تک  
چراغ نہیں جلتا تھا اور رات تھیں گھر میں ہبہ بہہ بھر  
آگ نہیں جلتی تھی۔ کبھی مسلسل تین دن تک خاندان پر  
نبوت نے سیر ہو کر نہیں کھایا تھا۔ چھوڑے اور پانی پر  
گزارہ تھا۔ مگر مستغنا کا یہ عالم تھا کہ قیصر و کسریٰ کی  
دولت بیچ نظر آتی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ ان کی ازدواجی  
زندگی انتہائی خوش گوار تھی۔ نو برس تک اندوہی  
زندگی قائم رہی۔ مگر واقعہ ابلا کے سوا کوئی واقعہ باہمی

کے گھر نہیں۔ اُمّہ و مان نے بیٹی کو اپنے پاس بلایا اس  
وقت آپ جھولا جھول رہی تھیں۔ دواڑہ سنتے ہی دوڑی  
ہوئی آئیں۔ اُمّہ و مان نے آپ کا منہ دھلایا۔ بال سوارے  
اور انصار کی عورتوں کے پاس لے گئیں جنہوں نے  
بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا تھوڑی دیر کے بعد  
خود بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے آپ  
کی ضیافت صرف دودھ کے ایک پیالے سے کی گئی تھی  
نے پیالہ سے تھوڑا سا دودھ پی کر حضرت عائشہؓ کی طرف  
بڑھایا: انہوں نے شرماتے اور لجھاتے ہوئے تھوڑا چلپٹی  
کہہ رکھ دیا۔ اور سوال صلہ میں دن کے وقت آپ کی  
خفقی ہوئی۔ اور کمال سعادت نے آپ کو لڑکپن کے اس  
زمانے میں جو کہ تعلیم و تربیت کے اکتساب کا زمانہ ہوتا  
ہے حضور نبیؐ عطا فرمادی۔ گو عائشہؓ ایسے باکمال  
باپ کی بیٹی تھیں۔ جو علم انساب و شعر کے ماہر تھے مگر کم  
سنی کی وجہ سے باپ کے گھر میں تعلیم و تربیت حاصل نہ  
کر سکیں۔ انہوں نے اسی زمانہ میں پڑھنا سیکھا۔ اخلاقیات و  
معاثیات و مذہبیات کی درسگاہ نبوت سے ہی آپ نے  
علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل کیا ہے۔ تاریخ ادب  
و طب میں ہمارے تمامہ حاصل کی شب و درمیں علوم  
و معارف کے سینکڑوں مسائل سنائے تھے۔ اور  
شوق تحقیق کے یہ عالم تھا کہ جب تک شفی نہ ہو جاتی  
تھی صبر نہ کرتی تھیں۔ ہزار ہا فقہی مسائل کو منظر عام پر  
لانے والی صرف حضرت عائشہؓ کی ذات گرامی ہے جس  
کی وجہ سے دنیائے اسلام مدد و مدد کی قبضی بھی احسن  
ہو بہت کم ہے۔ ان تمام مسائل کو پیش کرنے کے لئے  
ایک مینوٹ کتاب کی ضرورت ہے۔ اس لئے ایک دو سال  
کو پیش کر کے باقی مسائل سے قطع نظر کرتا ہوں۔ یہ  
ایک دفعہ آپ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

خیر معمولی کشیدگی و درخشش کا پیش نہیں آیا جو عینہً محبت قائم رہی حالانکہ فقہاء و فاضلہ اور عسرت کا یہ عالم تھا کہ جبینہ جبینہ بصر آگ نہیں ملتی تھی۔

آپ کی محبت کا اندازہ اسی واقعہ سے لگا جا سکتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرو بن العاص نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ دنیا میں سب سے زیادہ کس کو محبوب رکھتے ہیں۔ ارشاد ہوا "عائشہ کو" عرض کی کیا رسول اللہ مردوں کی نسبت سوال ہے۔ فرمایا "عائشہ کے باپ کو" ایک دفعہ سفر میں حضرت عائشہ کی سواری کا اونٹ بدگ گیا اور ان کو لے کر ایک طرف کو بھاگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر بے قرار ہوئے کہ بے اختیار زبان سے نکل گیا "وہا عروسا" "ہائے میری دہلیز" جنابہ صدیقہ کی محبت کا بھی یہی عالم تھا۔ باتوں کو

آپ بیدار ہوتے ہی آپ کو دیکھتے، اگر حضور کو نہ پاتیں تو بے قرار ہو کر تلاش کرتے ہیں۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پا کر خیال کیا کہ آپ کسی اور بیوی کے ہاں تشریف لے گئے ہوں گے اٹھ کر ادھر ادھر دیکھنے لگیں۔ دیکھا کہ آپ تسبیح و تہلیل میں مصروف ہیں۔ اپنے قصور پر نادم ہوئیں اور بے اختیار زبان سے نکلا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

میں کس خیال میں ہوں اور آپ کس عالم میں ہیں۔ اسی طرح آپ سفر کے دوران میں آپ خلافت معمولی عمل بدل جانے کی وجہ سے حضرت خضدہ کے محل میں تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہ آپ کی منتظر رہیں۔ جب قافلہ نے پڑاؤ ڈالا۔ تو آپ انتہائی بے قراری کے عالم میں محل سے اتر پڑیں۔ اور دونوں پاؤں دوب گھاس میں رکھ کر فرماتے لگیں "خدا و نما میں ان کو تو کچھ نہیں کہتی تو کوئی پچھو یا سناں بھیج تاکہ مجھ کو آ کر ڈس لے"

ہر دو کی محبت درجہ عشق رکھتی تھی۔ ایک ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ ایک پیالہ میں پانی پیتے تھے۔ سفر و حضر میں اکثر شریک رنج و راحت رہتے تھے۔ حضرت عائشہ گھر میں خادمہ ہونے کے زمانہ میں بھی آپ کا کام خود اپنے ہاتھوں سے کرنے میں خوشی محسوس کرتی تھیں۔ اطاعت و فرمانبرداری شوہر میں قابلِ تقلید نمونہ پیش کر گئیں۔ شوہر کے ہر اذن و اطاعت کو اس خوبی کے ساتھ تسلیم کیا کہ دوسرا نمونہ پیش کرنا ناممکن ہے۔ ایک دفعہ عرفہ کے دن روزہ سے تھیں۔ گرمی و پیش کی شدت سے آپ کے سر پر چھینٹے دیئے جا رہے تھے۔ کسی نے عرض کیا کہ روزہ توڑ دیجئے۔ فرماتے لگیں "کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یمن چلی ہوں کہ عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے سال بھر کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ تو میں روزہ کیسے توڑ سکتی ہوں؟"

حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ ہم کو حضور نے پانچ چیزوں کے استعمال سے منع فرمایا تھا۔ بیشی کپڑے سونے کے زیور، طلاء و تفرقہ ظروفِ سرخ.... اور جنابہ صدیقہ کی پوری زندگی ان چیزوں سے مبرا رہے۔

عورت سوکن کو سب سے بڑی لعنت خیال کرتی ہے حضرت عائشہ صدیقہ کی ایک ساتھ آٹھاٹھ سوکنیں رہی ہیں مگر صرف صحبت کا اثر مبارک تھا کہ گھر نمونہ جنت تھا۔ ادویہ ان کے کمال کا انتہائی درجہ ہے۔ سوکنوں کے باہمی سلوک کا اندازہ اسی واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ حضرت ام حبیبہ کے انتقال کا وقت جب قریب پہنچا۔ تو انہوں نے حضرت عائشہ کو بلوایا اور کہا "سوکنوں میں کچھ نہ کچھ کبھی ہو ہی جاتا ہے۔ اگر کچھ ہوا ہو تو بھلا ہم دونوں کو معاف کرے۔ حضرت عائشہ نے کہا خدا سب کو معاف کرے۔ اور اس سے تم کو بری کرے" حضرت ام حبیبہ نے

کہا "تم نے مجھے اس وقت انتہائی خوش کیا، خدا تم کو بھی خوش کرے۔"

اسی طرح حضرت میمونہؓ کی وفات کے بعد حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: "وہ ہم میں سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار تھیں۔"

حضرت عائشہ صدیقہ اپنی سوتیلی اولاد کے ساتھ بھی انتہائی محبت و مروت سے پیش آتی تھیں حضرت فاطمہؓ بھی کنواری ہی تھیں، مگر حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کاشتائے نبوت ادا کیا تھا۔ دونوں ماں بیٹی ایک سال تک ایک ساتھ رہیں مگر کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا، ان کی رخصتی کے انتظام کا زیادہ تر حصہ حضرت عائشہؓ کا ہی مہونہ منت تھا۔ اور فرمایا کہ "میں نے فاطمہ سے اس کے باپ کے سوا کوئی اور بہتر انسان سمجھی نہیں دیکھا ہے۔ حضرت عائشہ سے ہی وہ خاص حدیث مروی ہے جس میں خصوصاً حضرت فاطمہؓ کے اہل بیت اور آل عباس ہونا ثابت ہے۔

ان تمام مختصر واقعات سے آپ کی بلند اخلاقی و بلند حوصلگی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

آپ کی زندگی کا سب سے اہم ترین واقعہ انک ہے جس میں منافقین اسلام نے آپ کی عصمت و پاکدامنی پر الزام محض تراشا تھا۔ قصہ یہ ہوا کہ شعبان ۱ھ میں نجد کے قریب مرسیع نام قبیلہ بنی مصطلق کا ایک چشمہ تھا جن سے مسلمانوں کی معرکہ آزمائی ہوئی۔ منافقین کو یقین کامل تھا کہ یہاں کوئی خونریز جنگ نہیں ہوگی۔ اس لئے اس سفر میں منافقین کی تعداد بہت زیادہ شامل ہو گئی۔ حضرت عائشہؓ بھی ہمراہ تھیں جن کی عمر صرف چودہ برس کی تھی۔ ان کے گلے میں اسماءؓ کا ایک ہار تھا جو عایتیٰ ان سے پھٹنے کو مانگ لیا تھا۔ ہار کی لڑیاں اس قدر کمزور تھیں کہ بار بار

ٹوٹ جاتی تھیں۔ ایک جگہ رات کو قافلہ نے پڑاؤ کیا پچھلے چہر قافلہ مردانگی کو تیار تھا۔ کہ قصائے حاجت کے لئے حضرت عائشہؓ نکل کر باہر چلی گئیں۔ فارغ ہو کر واپس لوٹنے کو ہوئیں تو گلے سے ہار نمارد تھا۔ اگلے پاؤں پھریں اور پڑاؤ پر دوبارہ واپس لوٹیں تو قافلہ غائب تھا۔ وہیں زمین پر بیٹھ گئیں جھفوان بن معطل جو صحابی رسول تھے۔ اور اس کام پر متعین تھے کہ یہاں بیویوں کی گری پڑی چیزوں کو سنبھالیں جب پڑاؤ پر آئے تو انہوں نے حضرت عائشہؓ کو دیکھا اور اننا لبتہ کہہ کر اپنا اوٹ بٹھایا اور آپ کو اونٹ پر بٹھا کر اونٹ کی ہمار پکڑ کر پڑاؤ پر لائے۔ بات بالکل معمولی تھی۔ اور سفر میں اکثر ایسا ہو جاتا ہے۔ مگر منافقین کو بات ہاتھ آگئی عبداللہ بن ابی نے مشہور کر دیا کہ آپ پاک دامن نہ رہیں۔ فہو ذابند مگر مخلصین اسلام یہ بات سنتے ہی منافقین کی چال کو ناسخ کر گئے۔ اور خدا سے پناہ مانگی۔ جب یہ خبر ایک انصاریہ کی زبانی حضرت عائشہؓ کے کان تک پہنچی۔ سنتے ہی غش کھا کر گر پڑیں۔ والدین نے سنبھالا اور سمجھا بچھا کر گھر رخصت کیا یہاں پہنچ کر شدت کا بخار اور لہرہ آیا شب دہروزہ رونے سے کام رہتا تھا۔ بلکہ ایک بار ارادہ کیا کہ کنوئیں میں گر کر جان دے دوں۔ گو ام المؤمنین کی بے قصوری مسلم الثبوت تھی تاہم حضورؐ نے تحقیق کی اور آپ کو بری الذمہ پایا۔ اس عرصے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ دوبارہ اجازت لے کر میکہ چلی گئی تھیں۔ اور اسی طرح شب و روز آنسوؤں کی لڑیاں پرور رہی تھیں حضورؐ انتہائے تحقیق کے بعد حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لے گئے جو بستر علالت پر تھیں۔ اور فرمایا "عائشہ اگر تم بزم ہو تو تو بہ کہو۔ خدا قبول فرمائے گا۔ ورنہ خدا خود تمہاری طہارت کی گواہی دے گا۔ اس مرحلے پر حضرت عائشہؓ

تسلیم کرتا ہے کہ حضرت عائشہ کی پہلی اور پچھلی زندگی ہم کو بتاتی ہے کہ وہ اس جرم سے بالکل بری الذمہ تھیں۔

ایک اور سفر کے دوران میں طبی بار حضرت عائشہ کے گلے میں تھا۔ اور ذات الجیش کے مقام پر ٹوٹ کر گر پڑا۔ نانہ کا وقت قریب تھا۔ اور پانی کا کوسوں تک پتہ نہ تھا۔ مسلمان سخت عالم اضطراب میں تھے۔ ادھر بارہ کی تلاش ادھر نماز کا وقت۔ خدا کی رحمت جوش میں آئی اور یہیم کے حکم کے متعلق آیات نازل ہوئیں جس سے آئندہ نسلوں کو بہت بڑی آسانیاں ہو گئیں۔ ان آیات کے نازل ہونے پر حضرت صدیق اکبر انتہائی خوشی کے عالم میں فرمانے لگے کہ "جان پدر! مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ تو اس قدر مبارک ہے تیرے ذریعے سے خدا نے مسلمانوں کو کس قدر آسانیاں عطا فرمائی ہیں۔"

تافلہ کی مدد انکی کے وقت جب اونٹ اٹھا گیا۔ تو وہ بارہ بھی پڑا ہوا مل گیا۔

نادر و قطارہ دو بری تھیں۔ اور فرماتی ہیں کہ میرے آنسو دفعتہً سینکر خشک ہو گئے۔ آنکھوں میں آنسوؤں کا ایک قطرہ بھی نہ رہا۔ اور میں نے کہا اگر میں اقراہ کر لوں حالانکہ خدا خوب جانتا ہے کہ میں بالکل بے تصور ہوں۔ اس الزام کے صبح ہونے میں کیا شک و شبہ رہ جائے گا۔ اور اگر انکار کروں تو دنیا بکافے گی۔ آپ فرماتی ہیں کہ اسی حالت میں آپ پر وحی کی کیفیت طاری ہوئی۔ پھر سکتے ہوئے سر اٹھا یا پیشانی پیسنے کے پاکیزہ قطرات سے نم آلود تھی۔ اور وہ قطرے مرنوار بد کے قطرات کی طرح ڈھلک رہے تھے۔ اور سورہ نور کی آیات تلاوت فرمائیں جو آپ کی بریت میں نازل ہوئی تھیں۔ سینکر حضرت عائشہ کی والدہ نے کہا پیٹی اٹھ کر شوہر کے قدم لو۔ مگر انہوں نے جواب دیا میں صرف اپنے خدا کی شکر گزاہوں کسی اور کی ممنون احسان نہیں ہوں۔

سردیلم میوہ جو ایک کڑ متعصب انگریز مؤرخ ہے وہ اس واقعہ کو غلط رنگ میں پیش کرنے کے باوجود

## حادثہ ارتحال

ہر آنکہ زار بنا چار با بدیش نوشید ز جام و ہر شے کل من علیہا فان  
دلی حسرت و اندوہ اور سچ کیا تھ ہم اپنے محترم رفیق مولانا احمد یار صاحب کی رحلت و جدائی کی خبر شائع کر رہے ہیں مولانا غلام  
نے مقام ریتیرہ متصل تونسہ شریف طویل بیماری کے بعد عین عالم شباب میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔  
مولانا مرحوم عالم با عل اور بہترین مبلغین اسلام میں سے تھے۔ آپ عرصہ چار سال سے حزب الانصار کے مبلغ کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔  
اسکی مثال دیکھنے میں نہیں آئی۔ آپ کی وفات سے حزب الانصار کو زبردست محنت لگا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو حنت الفردوس میں جگہ دے اور اپنا کار  
کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے۔ احباب سے درخواست ہے کہ مولانا کے لئے دعائے مغفرت فرمادیں۔

(ادارہ)

مرزا اثیت

# حکیم نور الدین قادیانی کا پاؤں دو کشتیوں میں

(از جناب مولوی حبیب اللہ صاحب امرتسری)

سے پہلے لکھی گئی تھی حکیم صاحب نے بشارت اسماعیل کو حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چسپان کیا تھا اور جب حکیم صاحب مرزائی ہو گئے اور مرزا صاحب کے مرنے کے بعد مرزائی جماعت کے پہلے خلیفہ مقرر ہوئے تو قادیان میں درس قرآن مجید دیتے ہوئے اس بشارت کا مصداق مرزا غلام احمد کو قرار دیا۔

## حکیم نور الدین قادیانی کا مذہب

(۱) تصویر کا دیکھا ٹرخ | (۱۱) کتاب القول الفصل

کے صفحہ ۳۱ پر ہے۔

”حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا یہی عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح موعود وہی احمد ہیں۔ اور ہم نے بارہا یہ اُن سے سنا ہے۔ بلکہ سینکڑوں نے سنا ہے۔ چنانچہ اجنباء بدر میں آپ کا یہ مذہب بھی شائع ہو چکا ہے۔ دہو ہذا۔“

”اس سورت (صف) کی تفسیر میں آپ نے

ثابت کیا کہ جس احمد کی بشارت اس سورہ شریف میں ہے وہ پیش مسیح ہے۔ حضرت موسیٰ نے اپنے منیل کے متعلق پیشگوئی کی تھی۔ اور حضرت مسیح نے اپنے منیل کے متعلق پیشگوئی کی ہے۔“

(کلام امیر خمیہ بدر بایت ۹ دسمبر ۱۹۱۲ء)

مرزائی جماعت میں مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد حکیم نور الدین بھروی بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے حکیم صاحب کی پیدائش ۱۲۵۵ھ میں ہوئی تھی۔ آپ کا وطن بھیرہ ضلع شاہ پور تھا۔ مرزا صاحب نے جب بیعت کا اعلان کیا تو سب سے پہلے لہ بیانہ میں حکیم صاحب نے اُن کی بیعت کی۔ جب مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ تو سب سے پہلے حکیم صاحب نے ہی لبیک کی آواز نکالی۔ اور ان کو مسیح موعود تسلیم کر لیا۔ بقول حکیم خدا بخش صاحب مرزائی حکیم صاحب کو مرزا صاحب سے جید عشق تھا (عسل مصطفیٰ ۲۶ ص ۲۹ و صف ۱) مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں فوت ہوئے تھے (عسل مصطفیٰ ج ۲ ص ۱) ان کے بعد حکیم صاحب مرزائی جماعت کے خلیفہ بنا گئے تھے۔ ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو جہد کے روز ۲۰ بج کر ۱۰ منٹ پر آپ فوت ہوئے تھے (عسل مصطفیٰ حصہ ۲ ص ۱۳۱)

اب ذیل میں اس بات کو لکھا جاتا ہے کہ بشارت امیر احمد کے منتقل حکیم نور الدین صاحب کا کیا عقیدہ تھا حکیم صاحب نے ایک کتاب ”فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب“ نامی لکھی تھی۔ یہ کتاب ۱۳۵۵ھ میں مطبع مجتہائی دہلی میں دو جلدوں میں شائع ہوئی تھی اس کتاب میں (جو مرزا صاحب کے اعلان دعویٰ مسیحیت



اس کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی ایک تحریر اسی آیت کے متعلق ڈاکٹر نوہ محمد صاحب لہوری نے بھی نشانہ کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:-

"میں مبشر ابی رسول یاقی من بعدی اسمہ احمد کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق مانتا ہوں کہ یہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہی متعلق ہے اور وہی احمد رسول ہیں:-

(۲) اخبار ضمیمہ بدہ" جلد ۱۰ نمبر ۲۲- مؤرخہ ۱۷ اگست ۱۹۴۷ء صفحہ ۶۶۲ پر ہے۔

"من بعدی اسمہ احمد بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں دو قسم کے صفات تھے۔ ایک جلالی جس کے لحاظ سے نام محمد تھا۔ اور دوم جالی جس کے اعتبار سے نام احمد تھا۔ اس دوسری شان کا ظہور اخیر زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعے ہوا جس کا نام ہے احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حوالہ ذی اسل رسول مفسرین نے بالاتفاق لکھا ہے کہ اس رسول سے مراد مسیح موعود ہے۔ یہ بھی قرینہ ہے اس بات پر کہ اوپر کی پیشگوئی مسیح موعود کے بارے میں ہے۔"

اخبار الحکم" جلد ۱۵ نمبر ۲۲- ۱۲، ۱۳ و ۱۴ ستمبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۰ کے کالم نمبر ۲ میں ہے:-

"حضرت خلیفۃ المسیحؑ نے کھلے کھلے الفاظ میں فرمایا کہ میں مبشر ابی رسول یاقی من بعدی اسمہ احمد کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق مانتا ہوں کہ یہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہی متعلق ہے۔"

اور وہی احمد رسول ہیں۔"

(ب) تصویر کا دوسرا رخ | کتاب فصل الخطاب (مطبوعہ ۱۳۰۵ھ مطبعہ مجتہائی دہلی) کی جلد دوسری کے صفحہ ۵۰، ۵۱ پر حکیم نوہ الدین صاحب بیرونی لکھتے ہیں:-

پانچویں بشارت۔ سب قوموں کو بلادوں گا۔ اور حمد سب قوموں کا آدے گا۔ اور اس گھر کو بزرگی سے بھروں گا۔ کہا خداوند خلاق نے۔ کتاب یحییٰ بنی باب ۱۱۔

آیت ۷۔ اس آیت میں لفظ حمد بجا ہے اس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتے ہیں کہ قسم کی پاک چیزوں کے لئے بولا جاتا ہے۔ اس مادے سے محمد اور احمد کا اور حامد اور محمود ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام نکلے ہیں۔ اور اس بشارت میں لفظ حمد کے کہنے سے صاف اشارہ ہے کہ جس شخص کے مبعوث ہونے کی اس میں بشارت ہے۔ وہ شخص ایسا ہے کہ اس کا نام حمد کے مادے سے مشتق ہے۔ اور وہ کوئی نہیں سوائے محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔

حمد کے مادے سے حضرت عیسیٰؑ کے نام پر کسی طرح اشارہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ اشارہ خاص اس شخص کے نام کا ہے جس کا نام اسی مادے سے مشتق ہے۔ اور اسی لئے یہ بشارت حضرت عیسیٰ کی نہیں ہے۔ بلکہ اس کی بشارت ہے جس کی نسبت حضرت عیسیٰؑ نے بشارت دی تھی۔ کہ یاقی من بعدی اسمہ احمد۔ آدے گا میرے بعد اس کا نام احمد ہے۔"

(۲) کتاب فصل الخطاب" جلد دوسری کے صفحہ ۸۲ و ۸۳ پر ہے:-

اس لئے کہ وہ میری چیزوں سے یاد دے گی۔ اور تمہیں دکھائی  
سب چیزیں جو باپ کی پس میری ہیں۔ اس لئے میں نے کہا کہ  
وہ میری چیزوں سے لے گی اور تمہیں دکھا دے گی۔ یوحنا  
۱۶ باب ۱۲۔

لاکن فارقلیط روح القدس وہ جسے میں باپ کی  
طرف سے بھیجوں گا۔ روح حق جو باپ سے نکلتی ہے آوے  
تو وہ میرے لئے گواہی دے گی اور تم بھی گواہ دو گے  
کیونکہ تم شروع سے میرے ساتھ ہو میں نے تمہیں یہ باتیں  
کہیں کہ تم ٹھوکر نہ کھاؤ۔ ۱۵ باب ۲۶ و ۱۶ باب ۱

اس بشارت پر غور کرو۔ صاف صاف بنی عرب کے  
حق میں ہے۔

(۳) ۱ جنوری ۱۹۰۶ء جلد ۲ نمبر ۲۶، نوہ ذہ، ۸ دسمبر ۱۹۰۶ء  
صفحہ ۲۶ پر ہے

”یا قی من بعدی احمد احمد سے مراد ہمارے سید  
ومولیٰ ہادی کامل خاتم النبیین رسول رب العالمین محمد مصطفیٰ  
احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور یہی امر مسیح  
ہے۔ حکیم فضل دین صاحب نے اگر اس کے خلاف کہا ہے  
تو غلط اور بالکل غلط کہا ہے۔

(نور الدین، ۸ اگست ۱۸۹۶ء)

نہایت

معاذین

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور  
دیا کریں۔ (میجر)

اِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَءِيلَ  
إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ  
مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ  
أَحْمَدُ۔ اس بشارت کو جو حنا نے اپنی انجیل میں لکھا  
ہے۔ دیکھو یوحنا ۴ باب ۱۵۔ ۱۶ پر ہے۔ کلموں پر عمل  
کرو میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا۔ اور وہ  
تمہیں دوسرا تسلی دینے والا بھیجے گا۔ ہمیشہ تمہارے ساتھ  
ہے۔

قرآن نے کہا ہے مسیح نے احمد کی بشارت دی اور  
یہ بشارت بنی عرب نے عیسائیوں کے آگے پڑھ کر سنائی  
اور کسی کو انکار کرنے کا موقع نہ ملا۔ زمانہ و زمانہ کے بعد  
جب قرآنی محاورات سے بے خبری پھیلی یاد دہیوں نے کہہ  
دیا یہ بشارت انجیل میں نہیں۔ بیشتر زمانے میں اناجیل کے  
باب اور درس نہ تھے۔ وال پرانے اہل اسلام نشان دیتے  
فارقلیط اور پرم کلیئاس یا پرم کلیٹوس پر پڑتی بحثیں ہوئی ہیں  
میں کہتا ہوں یوحنا ۱۴ باب ۱۵ میں ہے ”دوسرا تسلی دینے  
والا“ اور عرب کی کتب لغت میں احمد کے مادے میں دیکھ  
جاؤ۔ اعدو احمد۔ دوسرے آنے والے کو احمد کہتے ہیں  
اور یہ بات بطور مثل عرب میں مشہور و معروف تھی۔ بشارت  
قرآنہ یوحنا ۱۴ باب ۱۵ کے مطابق ہے کیونکہ یوحنا ۱۶ باب ۱۲  
میری اور بھی بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں۔ پر اب  
تم اس کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لاکن جب وہ روح حق  
آوے۔ تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتا دے گی اس  
لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی لاکن جو کچھ وہ سنے گی سو کہے گی۔

اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گی۔ اور وہ میری بزم کی کچی

# مرزا قادیانی کی کہانی

## اُن کے مریدوں کی زبانی

(از ڈاکٹر خواجہ محمد ایوب صاحب بھیر دی)

اُس مرید باؤفا کا ذکر کرتے ہوئے خود قادیانیت کے خلیفہ المسلمین ثانی جناب مرزا البشیر الدین صاحب محمود نے پہنچائی ہے اور خطبہ جمعہ میں منافقین کا ذکر فرماتے ہوئے مرزا اُجی کے اس مرید کو منافقین کی صف میں لاکھڑا کرتے ہوئے اس کے خط کی تحریر کو پیش کیا ہے اور اُس کو منافقین کی صف میں لاکھڑا کرنے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس نے مرزا محمود کے کیریکٹر کا پول کھولا ہے۔ مرزا محمود نے اس کے خط کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا

”ہر خط میں بڑا اخلاص بھی ظاہر کیا ہوا ہوتا ہے اور لکھا ہوتا ہے ہم سلسلہ کے خادم ہیں۔ مگر اس کی سلسلہ سے محبت کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ ایک خط میں جس کے متعلق اُس نے تسلیم کیا ہے کہ وہ اسی کا لکھا ہوا ہے اس پر یہ تحریر کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود دلی اللہ تھے اور دلی اللہ بھی کبھی کبھی نہا کر دیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی کبھار نہا کر دیا تو اس میں حرج کیا ہوا۔ پھر لکھا ہے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض نہیں کیونکہ وہ کبھی کبھی نہا کر دیا کرتے تھے۔ ہیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے کیونکہ وہ ہر وقت نہا کر دیتا رہتا ہے“

اب میں قصر قادیانیت کو مسامحہ کرنے کے لئے ایک آخری ڈراما پیش کرتا ہوں جو مرزا اُجی کی فوت کے لئے اُنہیں ثابت ہو گا۔ اور وہ قادیانی جو پہلے دیتے کا مڈی اور بہت دھرم نہ ہو گیا ہو گا۔ اور اس جدید سہیت کو چھوڑنے کے بغیر نجات آخری نظر نہ آئے گی۔ کیونکہ نبی برحق معصوم ہوا کرتے ہیں اور اس تحریر کے بموجب مرزا صاحب پر لے دے جے کے غیر شریعت ثابت ہوتے ہیں۔

یہ تحریر کسی مخالف کی پیش کردہ تحریر نہیں ہے بلکہ یہ مرزا اُجی کے ایسے مرید باؤفا کا بیان ہے جو مرزا اُجی کے ساتھ ”ہر خط میں بڑا اخلاص بھی ظاہر کرتا تھا۔ اور“ سلسلہ دینی مرزائیت کا خادم“ ہونا بھی ظاہر کرتا تھا۔ اور یہ کہ وہ مرزا اُجی کو ”مسیح موعود اور ولی اللہ بنی ماننا تھا (اتحاد افضل قادیان مؤرخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۳ء صفحہ ۱۷۱)“

اس لئے کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ ایسے مرید باؤفا کی ایسی بات کو تسلیم نہ کیا جائے۔ جو ہم جیسے مخالفین کے نزدیک بھی درجہ صحت رکھتی ہو۔ ہمارے پاس وہ بات کسی معمولی شخصیت کے انسان کی معرفت نہیں پہنچی بلکہ

خدا جانے کیا کیا بنا رکھا ہے۔ وہ بقول تمہارے دینی  
بھائی کے ..... تھا۔ اور عدالت کے فیصلے کے بموجب  
ٹانک وائن شراب پیا کرتا تھا۔ جو ادنیٰ سے ادنیٰ  
مسلمان کی شان کے بھی منافی امر ہے۔ چہ جائیکہ ایسے  
فعل کا مرتکب ایسا شخص ہو جس کو مسند نبوت پر بیٹھنے  
کا بھی دعویٰ باطل ہو۔

مرزا ایوب! جہنم کا عذاب دردناک عذاب ہے۔  
اس دن نہ زمین یا دن کسی شخص کے کام نہیں آئیگی۔  
اور یہ دنیا کے لالچ دنیا کی زندگی تک ہی رہ جائیں گے۔  
اس لئے آؤ اپنی موت سے پہلے توبہ کر لو۔ اور مرزائیت  
سے پیزاری کا اعلان کر دو۔

خوش نصیب ہیں وہ انسان جنہوں نے ظلمت کو  
چھوڑ کر بددشٹی کو بدکاری کو ترک کر کے نیکو کاری کو  
اور غلط راستے سے ہٹ کر صراط مستقیم کو اختیار  
کیا۔

—————

معائن

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا  
حوالہ ضرور دیا کریں۔ ورنہ عدم تعمیل کی  
شکایت معاف۔

(میجر)

(انجیل الفضل قادیان مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۳۶ء  
صفحہ ۶۱ کالم ۱۱ اندر سطر ۹ تا سطر ۲۲)

مرزا کے مرید کی مذہب بالاتحریر کو پیش نظر رکھتے  
ہوئے ہم نہایت بے باکی اور جرأت کے ساتھ کہہ سکتے  
ہیں کہ وہ مرزا جو ٹانک وائن استعمال کرتا تھا۔ وہ مرزا  
جو مقوی باہ ادویات کا استعمال کرتا تھا۔ وہ مرزا جو  
مشک و عسبر و زعفران کا استعمال کرتا تھا۔ وہ مرزا جو  
غیر محرم عورتوں سے مات کی تارکیوں میں پہرہ دلاتا  
تھا۔ وہ مرزا جو غیر محرم عورتوں سے پنڈیاں دلاتا تھا  
وہ مرزا جو غیر محرم عورتوں سے پنکھا جھلاتا تھا اسکے متعلق کہا  
جاسکتا ہے کہ وہ مرزا اسی کے مرید کے قول کے مطابق کبھی کبھی  
فریب نفس شیطان کا شکار بھی ہو جاتا ہو گا۔

صرف اسی تحریر کے پیش نظر مرزا جی کو غیر شریف  
کہنا غیر موزون نہیں ہے۔ قادیانیت کے شجر خبیثہ کو بیخ و  
بن سے صرف یہی تحریر اکھاڑنے کے لئے کافی ہے۔ مرزا  
جی کی نبوت و مسیحیت و مجددیت و ہمدیت کو ختم کرنے  
کے لئے ان کی نبوت پر ضرب کاری لگانے کے لئے اور ان  
کے زبدہ تقدس کے پردے کو چاک چاک کرنے کے لئے  
صرف یہی تحریر کافی ہے۔

اب کیا فرماتے ہیں قادیانی مفتی کہ ان کے مرزا جی کیسے  
تھے؟ ہم نے تو ان پر نہ ناکالہ ام نہیں لگایا۔ ان کے  
مرید باؤ فاکا ہی توبہ کہتا ہے کہ وہ کبھی کسی نہ ناکریں کرتے  
تھے۔ جب حالت یہ ہے تو پھر قادیانیو خدا کے دردناک  
عذاب سے ڈرو۔ اور مرزائیت سے توبہ کر لو۔ کیونکہ تم  
نے جس شخص کو مسیح موعود نبی اللہ۔ مجدد امام اور

# بعض علماء و مشائخ کا ایک افسوسناک کارنامہ

مسلم لیگ کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بتائی جاتی ہے کہ اس نے:-

"تمام مسلمانوں کو ایک پلیٹ خادم پر جمع کر دیا ہے اور عقائد کی جنگ ختم ہو گئی ہے۔"

لیگ کے اس دلفریب کارنامے کی تحسین و تعویب مذہب سے بے خبر لوگوں کی طرف سے غیر متوقعہ اور باعث تعجب نہیں کیونکہ مغرب مذہبی کی بدولت آج "مسلمان" کی تعریف صرف یہ رہ گئی ہے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو۔ خواہ اس کے عقائد و اعمال کیسے ہی ہوں۔ لیگ بھی چونکہ اسی معیار پر ایک مشعر جماعت تیار کر چکی ہے جس میں خدا کے منکر بھی شامل ہیں اور ختم نبوت اور حجابِ کرام کے دشمن بھی۔ اس لئے مغرب زدہ طبقہ کا لیگ کے اس کارنامہ کو پسند کرنا توقع کے مطابق ہے البتہ حیرت اور تعجب اُن علماء و کرام اور پیرانِ عظام پر ہے جنہوں نے بجائے اس کے کہ وہ لیگ کے اس غیر اسلامی معیار "مسلمانی" کے خلاف مدائے احتجاج بلند کرنے ایک عام رویہ بہ کر میدان میں کود پڑے۔ اور آؤ دیکھانے تاؤ بلا سوچے سمجھے غیر ذمہ دارانہ طور پر اس مضمون کے زیرِ تیشہ بنائیں اور قادیان دینے شروع کر دیں۔ کہ جو شخص لیگ کے امیدواروں کو ووٹ نہیں دیگا اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ اس پر نہ نماز جنازہ پڑھی جائے نہ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ و تالله و تانا الیہ راجعون۔

ان حضرات نے اتنا بھی نہ سوچا کہ لیگ امیدواروں میں

بعض کمیونسٹ (دہریے) اور مرزائی مرتد بھی ہیں۔ اور بہت سے تبتائی و افغنی بھی۔ اگر یہ فتویٰ صرف مسلمان امیدواروں کو ووٹ دینے کے متعلق ہوتا۔ اور محدود مرتد امیدواروں کو مستثنیٰ قرار دیدیا جاتا تو اگرچہ یہ فتویٰ پھر بھی غلط ہی ہوتا۔ کیونکہ انسان صرف اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے سے کافر و زہقی ہوتا ہے۔ آج کل کی کسی بھی سیاسی پارٹی یا کسی بھی سیاسی لیڈر کے فیصلہ کو ماننے سے کوئی شخص کافر و زہقی نہیں بن سکتا لیکن ان حضرات نے متم بالائے ستم یہ کیا کہ لیگ کے تمام امیدواروں کے متعلق بلا امتیاز یہ فتویٰ صادر فرمادیا۔ اور مرزائی۔ دہریے اور تبتائی امیدواروں کو بھی مستثنیٰ قرار نہ دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تحمیداد و درجن کے قریب لیگ کے ٹکٹ پر ایسے لوگ کامیاب ہو کر اسمبلی میں پہنچ گئے ہیں جو یا تو کفر دہریہ ہیں۔ اور اسلام کے نام کو انہوں نے صرف اسمبلی میں پہنچنے کا ذریعہ بنا لیا ہے یا بدترین قسم کے تبتائی و افغنی ہیں یا مرزائی۔

ہمارے علماء و مشائخ نے جن بے دینوں کو یہ سیاسی اقتدار اعزاز دلا یا ہے وہ اس کے بل بوتے پرستی عوام کے ایمان پر یقیناً پہلے سے زیادہ کامیاب ڈاکے ڈالیں گے اور ہمارے یہ علماء و مشائخ ان کامیاب دیکھتے رہ جائیں گے۔ کاش یہ حضرات اپنے اس افسوسناک کارنامے کے عواقب تلخ پر تنہائی میں بیٹھ کر غور فرمائیں اور اس خطرناک لغزش کی تلافی کی کوئی صورت سوچیں۔

علماء و مشائخ کا ادنیٰ خادم  
دبیر زادہ محمد بہاء الحق قاسمی امرتسری عفا اللہ عنہ

## حزب الانصار

(اللہ کے دین کے مددگاروں کا گروہ)

**اغراض و مقاصد** | اللہ تبارک و تعالیٰ کی دینی و دنیوی حلوں سے اسلام کا تحفظ و تبلیغ و اشاعت اسلام و اصلاح رسوم و عادات شرعیہ اسلامیہ (رج) اجواء و اشاعت علوم دینیہ۔

**تبلیغی کارنامہ** | بارہ سال کے عرصہ میں مبلغین و کارکنوں نے لاکھوں انسانوں کو پیغام حق سے روشناس کیا۔ مدارس میسور سے کشمیر، پشاور اور کراچی و کوئٹہ سے ہر ہاؤڈھا تک اسلامی حکام کی تبلیغ و تحفظ اسلام کا فریضہ ادا کیا گیا۔ قریباً ستر ہزار کی تعداد میں تبلیغی لٹریچر مفت تقسیم کیا گیا۔ چوتھیں ایشیائی تبلیغی کانفرنس میں پنجاب کے دیہاتی مرکزوں میں ساسو سے نہ اند جلسے منعقد ہوئے۔ حزب الانصار کے مبلغین نے اس عرصہ میں ڈیڑھ لاکھ میل کا سفر طے کیا۔

**تحفظ اسلام** | اسلام کو بیرونی قوتوں سے بچانے کے لئے آریہ و عیسائی حلوں سے ہر جگہ مداخلت کی گئی۔ اس سلسلہ میں امیر حزب الانصار کی خدمات اعلیٰ ترین شمس ہیں۔

**قادیانی فتنہ** | حزب الانصار نے سب سے پہلے قادیانی فتنہ کے متنبہ کی طرقت توجہ کی۔ ۱۹۲۷ء میں قادیانیوں کا تبلیغی مشن نہروں پر تھا۔ اس وقت ہندوستان پھر میں پہلی دفعہ جماعتی حیثیت سے منظم طریقہ پر قادیانیوں کے حلوں کی مداخلت کا کام شروع کرنے کا غرض حزب الانصار کو ہی حاصل ہوا۔ ہر جگہ مرآتی مبلغین کا تعاقب کیا گیا۔ پنجاب، لوہی، پی۔ مدراس سی۔ پی۔ ریاست میسور حیدرآباد دکن بندھ۔ کوئٹہ۔ بنگال کشمیر اور بہار میں غرض ہر جگہ ان کا منظم مقابلہ کیا گیا۔ قادیانیوں سے سترہ کامیاب مناظرے ہوئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ

قادیانیوں نے مناظروں کا چیلنج دینا ترک کر دیا۔ ان مناظروں کی مفصلہ و مذاکرہ برق آسمانی بر خیز من قادیانی کے نام سے طبع ہو چکی ہے اور قیمت چار آنہ دفتر جریدہ شمس الاسلام بھیہ سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

**فتنہ رضی** | رضی و بدعت کا یہ فتنہ مسلمانوں کی اجتماعی حیات کے لئے پیام موت ثابت ہو رہا ہے۔ پنجاب کی دیہاتی آبادی میں نقل و جعلی پیر اور ملنگ فتنے کی اشاعت میں سرگرم عمل ہیں۔ سادات پستی اور پیر پستی کا غلط فہمہ خوفناک طو پر ہلاکت انگیز ثابت ہو رہا ہے۔ حزب الانصار نے اس فتنہ کے خلاف سرگرمی سے جدوجہد شروع کی۔ تحریک مدح صحابہ میں حصہ لینے کے لئے حزب الانصار کے مددگار رضا کار میدان عمل میں بڑھے جن میں سے میسور نے قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ ۱۹۲۷ء میں امیر حزب الانصار بھی ایک ماہ امیر فرنگ رہے۔ حزب الانصار کے مبلغین نے دیہات کی سنی آبادی میں بیداری پیدا کر دی ہے۔ ابھی اس سلسلہ میں بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ مشائخ کرام اور علمائے عظام اور رؤساء کا تعاون و رکاب ہے۔ اگر اباب خیر اس اہم فتنہ کے استیصال کے لئے حزب الانصار سے تعاون کریں تو یہ خطرہ دور ہو سکتا ہے۔ ورنہ اس سیلاب امداد کو روکنے کے لئے فقط حزب الانصار کی مداخلت کافی نہیں۔ حزب الانصار نے تو اپنی مساعی اس کے لئے وقف کر دی ہیں۔ جو لوگ مالی و جانی امداد اس اہم مقصد کے لئے پیش کرنا چاہیں۔ وہ حضرت امیر حزب الانصار سے خط و کتابت کریں۔ اہلسنت کی مکمل تنظیم اور مبلغین اسلام کا باہمی اشتراک عمل اس مقصد کے لئے نہایت ہی ضروری ہے۔

**خاکساری فتنہ** | ۱۹۲۷ء خاکساری تحریک نہروں پر تھی

کو حکومت کی طرف سے داء دیگر کا شکار ہونا پڑا۔ فوج محمدی کے بہادر سپاہیوں نے حق کی حفاظت کے لئے بہادری سے تمام مصائب کا سامنا کیا۔ صد ہا مجاہدوں میں ٹھونس دیئے گئے۔ بالآخر کامیابی نے ان کے قدم چومے اور باعثِ طریقہ سے دونوں موقعوں پر رہا ہوئے۔ اس طرح ابتلاء و آفتوں میں ثابت قدم رہ کر ان فوجیوں نے ایک عمدہ مثال قائم کر دی۔

**شعبہ تصنیف و تالیف** | جہدِ حاضرہ میں اصلی و سچے اسلام کی تبلیغ، اعدائے اسلام کے حملوں کا دفاع اور اسلامی لٹریچر پیش کرنے کے لئے شعبہ تصنیف و تالیف (دوا و تالیف) قائم کیا گیا۔ اب تک حسب ذیل کتب و رسائل اس شعبہ کی طرف سے شائع ہو چکے ہیں (۱) حقیقتِ تشیع (۲) صوفیہ سرائیل (۳) برق آسانی بر خرمین قادیاں (۴) تازیانہ نقشبندیہ (۵)

تحفہ مرزا ئیہ (۶) اسلامی جہاد (۷) خاکساری مذہب (۸) ضربِ کاری (۹) کشفِ تلبیس (۱۰) اجتنابِ تحفہ (۱۱) ہدایات القرآن، علاوہ ازیں جامع حیات، بحکمۃ الایمان اور مدینِ منورہ نام کے رسائل زیرِ طبع ہیں۔ مولانا سید سیاح الدین کاخیل کی خدمات مستقل طور پر اس شعبہ کے لئے حاصل کی گئیں۔

**جمعیہ شمس الاسلام** | حزبِ الانصار کی طرف سے ماہنامہ شمس الاسلام جاری ہے جو اس کے مقاصد کے مطابق اسلام کی بہترین خدمات انجام دے رہا ہے۔

**سالانہ تبلیغی کانفرنس** | ماہِ مارچ میں بمقام جامع مسجد بیہرہ ہر سال سالانہ تبلیغی کانفرنس منعقد ہوتی ہے جس میں شمالی پنجاب کے ہر حصہ سے تین سو سے زائد نمایندگان شامل ہوتے ہیں اس کانفرنس کی شان و شوکت دید سے تعلق رکھتی ہے۔

عسکریت کی آڑ میں اتحاد و دہریت کی اشاعت ہو رہی تھی۔ خاکساروں کے ذہن و دماغ غیر محسوس طور پر اصلی اسلام کے منحرف کئے جا رہے تھے۔ ان کا لیدر انہیں سیزدہ صد سالہ اسلام کے خلاف صف آرا کرنا چاہتا تھا علمائے اسلام نے اس تحریک کو شرعی نقطہ نگاہ سے ناجائز قرار دیا۔ اور بانی تحریک کے خلاف ہندوستان و علاقہ آزاد افغانستان عراق مصر فلسطین اور ترکی کے علمائے کفر کا فتویٰ دیا۔ ان حالات میں مسلم فوجیوں کو محمدانہ سرگرمیوں سے بچا کر عسکریت و تنظیم کی دعوت دینا ضروری سمجھا گیا۔ خاکسار تحریک میں سے خدانے صاف دعوے مالک رکھے اصول پر عمل کر کے عسکریت و تنظیم کے لئے جدوجہد کا آغاز کیا گیا۔ اور فوج محمدی کے نام سے ایک جماعت قائم ہوئی جس کے ذریعہ ایک سال کے اندر ملک کے طول و عرض میں مسلم نوجوانوں کی حیرت انگیز عسکریت تنظیم ہوئی۔ قربانیاں بڑا ہوا نوجوان اس میں شامل ہوئے۔ اس کی شاخیں پنجاب سرحد سندھ سی۔ پی۔ یو۔ پی اور بنگال میں پھیل گئیں حضرت امیر حزبِ الانصار نے اس مقصد کے لئے صوبہ سندھ، سرحد پنجاب، یو۔ پی اور بنگال کا طویل دورہ فرمایا۔ اور فوج محمدی کی جماعتیں ہر جگہ قائم ہوئیں۔ اور خاکساریت کے فوفاک جال سے مسلم نوجوانوں کو بچایا گیا۔ فوج محمدی کے شاندار عسکریت کیپ اعداد کی نگاہ کو بخیرہ کر رہے تھے۔ کہ ماہِ فردی ۱۹۶۷ء میں تمام فوجی جماعتوں پر حکومت نے پابندیاں لگائیں۔ اس کے بعد سے فوج محمدی کی جماعتیں خالص تبلیغی و مذہبی خدمات میں مصروف ہو گئیں۔

**دوا و ابتلاؤ امتحان** | ۱۹۶۷ء میں میکس کی مسجد کے معاملہ میں اور ۱۹۶۷ء میں تحریک مدح صحابہ کے سلسلہ میں "فوج محمدی"

اور شاندار کارنامہ دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ کا وجود ہے اس دارالعلوم سے بارہ سال کے عرصہ میں نو سو طلبہ فیض یافتہ ہو چکے ہیں اور بیسیوں طلبہ فارغ ہونے کے بعد مختلف مقامات پر شیعہ ہدایت بنے ہوئے ہیں۔

دارالعلوم میں مرد و عورتوں کی کتب کے علاوہ اعلیٰ علوم عربیہ کی تعلیم بھی دی جاتی ہے اس کے ساتھ ایک شاندار کتب خانہ بھی قائم کیا گیا ہے جس میں مختلف علوم و فنون کی قریباً تین ہزار کتب فراہم کی گئی ہیں۔

مفلس طلبہ کے جمیع مصارف، خوراک، لباس، کتب، تیل، محاف، صابن وغیرہ کا دارالعلوم ہی کیفیل ہے۔ دارالعلوم کا ایک شعبہ تعلیم القرآن بھی ہے اس میں سے اب تک کئی سو طلبہ حافظین کمر فارغ ہو چکے ہیں۔

دار برٹن ضلع شیخوپورہ میں بھی دارالعلوم عزیزیہ کی ایک شاخ موجود ہے اور وہاں کادہ سہ عربیہ بھی کافی ترقی کر رہا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت امیر حزب الانصار کی مساعیٰ جمیلہ سے ملک کے کئی حصوں میں ہمارے عربہ قائم ہوئے جو کامیابی سے جاری ہیں۔

دارالعلوم عربیہ جدید نصاب [شوال الحکمۃ] سے جدید نصاب تجویز کیا گیا ہے۔ تعلیم کے چار درجے مقرر کئے گئے ہیں۔ درجہ اول کے دو سال، درجہ عالم کے چار سال، درجہ فاضل کے دو سال اور علامہ کے درجے کے آخری دو سال تجویز کئے گئے ہیں۔ بہترین و قابل اساتذہ کا تقرر عمل میں لایا جائے گا علاوہ ازیں طب کی مکمل تعلیم کا بھی انتظام زیر غور ہے۔

اس کا نفرنس کے ذریعے اتحاد و بدعت کے جراثیم ہلاک ہو رہے ہیں۔ اور شمالی پنجاب کا ہر حصہ اس نفرنس سے مستفید ہوتا ہے۔ سالانہ تبلیغی دورہ | حزب الانصار کے مبلغین سال کے اکثر حصہ میں تبلیغی دورہ میں مصروف رہتے ہیں۔ اور حضرت امیر حزب الانصار کو بھی تبلیغی مقاصد کے لئے سفر کرنا پڑتا ہے۔ مگر ماہ مارچ و اپریل میں خاص اہتمام سے جو رہائی مراکز پر حزب الانصار کی سرپرستی میں شاندار اجتماعات ہوتے ہیں جن میں ہر گرام کے مطابق حضرت امیر حزب الانصار مع مبلغین تشریف لے جا کر دیہاتیوں کو پیغام عمل دیتے ہیں اور ان دوروں کے تمام مصارف حزب الانصار کے ذمہ ہوتے ہیں۔

جامع مسجد بھیرہ کی تعمیر و مرمت | جامع مسجد بھیرہ کی شاندار عمارت لکھنؤ کے سیلابات سے خطرناک طور پر متاثر ہوئی حضرت مولانا ظہور احمد صاحب گویا امیر حزب الانصار و متولی مسجد جامع کی مساعیٰ جمیلہ سے مسجد کی مرمت پر ہزار ہا روپیہ صرف ہوا اسی کے ساتھ دارالعلوم عزیزیہ کے طلبہ درس و تدریس میں مشغول رہتے ہیں۔ دارالافتاء سے لوگ فتاویٰ حاصل کرتے ہیں۔ دارالفتاویٰ سے شریعت کے مطابق تنازعات کا فیصلہ ہوتا ہے۔ اس طرح یہ وہاں مسجد دوبارہ آباد ہو کر قابلِ اہتمام

و قال الرسول کی دلنوا صدائوں سے گونج رہی ہے۔ یتیم خانہ | ادارہ غریب مفلس اور یتیم بچوں کو قوم کا عضو مآؤف بننے سے بچانے کے لئے یتیم خانہ قائم کیا گیا جس میں ایسے بچوں کے جمیع اخراجات حزب الانصار کی طرف ادا کئے جاتے ہیں۔ صد ہائے تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو کر یتیم خانہ سے فارغ ہو چکے ہیں۔

دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ | حزب الانصار کا سب سے بڑا



# کینوسٹون کا فتنہ

(از جناب شورش کاشمیری)

سمجھا جاتا ہے۔

کارل مارکس نے انسانی سماج کی پاس پیٹ کو قراء دیلے۔ لیکن آپ کے نزدیک اصل دنیا دول ہے۔ چنانچہ بال جبریل میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ دل کی آزادی شہنشاہی شکم سامان موت فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم اور پھر کارل مارکس کے بنیادی نظریہ کہ تاریخ کی تعبیر مادی ہے مراسر اختلاف کیا ہے جیسا کہ اقبال نامہ میں ڈاکٹر تیدین کے نام ایک مکتوب (۱۷ اکتوبر ۱۹۲۶ء) میں لکھتے ہیں۔

"میرے نزدیک تاریخ انسانی کی مادی تعبیر مراسر غلط ہے، روحانیت کا میں قائل ہوں مگر روحانیت کے قرآنی مفہوم کا۔ اسلام خود ایک سوشلزم ہے جس سے اسلامی معاشرت نے بہت کم فائدہ اٹھایا ہے۔"

"ضرب کلیم" میں کارل مارکس کو ان الفاظ میں خطاب کیا ہے کہ

نہری کتابوں میں اے حکم معاش رکھا ہی کیا آخر خطوط خمدار کی نمائش مرید و کجدار کی نمائش اقبال سمجھتا تھا کہ ہندوستان کی فوجان پود مدد کہ میں جس قسم کی دماغی تربیت پا رہی ہے اس کے لازمی

علامہ اقبال مرحوم کو پاکستان کا داعی اول کہا جاتا ہے۔ اور یہ صحیح ہے کہ ان کی جدوجہد فکر کا محور ایک ایسی اسلامی ریاست کا قیام تھا جو قرآنی ریاست کی ہمنوا ہو، اور جس کا سراپا احکام الہی کی متابعت سے تیار کیا گیا ہو۔

انہوں نے زندگی بھر انقلاب اُمم کی تاریخ کا مطالعہ کیا۔ اور پھر اس کی اپنے حکیمانہ انداز میں شرح فرمائی وہ ایک فلسفی کی حیثیت میں بخوبی سمجھتے تھے کہ وہ قوم جو کسی ملک میں انقلاب پیدا کرنا چاہتی ہے اس انقلاب کا ڈھانچہ خود اس کی سیرت سے مرتب ہوتا ہے یعنی انقلاب جماعتی ذہن کا عکس ہوتا ہے۔ اس نکتہ ہی کی طرف سورہ والعصر میں اشارہ ہے کہ ایمان صالح عمل صالح کی پہلی شرط ہے۔ یہی سبب تھا کہ علامہ مرحوم نے مسلمان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ قرآن میں جو غلط ذہن اے مرد مسلمان اللہ کرے تجھ کو عطا جدت کہ وہ

چونکہ مشرق کے اس عظیم الشان مفکر کی نگاہ مغرب و مشرق کے ہر گوشے پر تھی اس لئے آپ اُن تمام تحریکات و نظریات کے ظاہر و باطن کو پہچانتے تھے جو انسانی سماج کے افق پر طلوع ہو رہی تھیں اور جنہیں اس زمانہ میں سائنٹیفک نقطہ نگاہ کی معراج

نتائج کیا ہیں اس مختصر سے رسالہ میں اس کی موضوعی حیثیت کے لحاظ سے اظہار و بیان کی گنجائش نہیں لیکن قطعی اور واضح امر ہے کہ اقبال مرحوم کی جیکمانہ بصیرت نے جو مستقبل کے اندیشوں کی پورے طور پر اندازہ شناس تھی مسلمان فوجوں میں اس پھرتی اور تیزی سے اشتہالی افکار داخل نہیں ہونے دیتے جس سرعت سے ہمارے ہندو دوست اسے قبول کر رہے ہیں بلکہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاں مارکس کے خیر مقدم کی صدا ہی نہیں اٹھی سوائے اس کے کہ چند طبائع اسلامی روح سے بیگانہ رہ کر اس سیلاب میں بہ گئی ہیں۔

مسلمانوں میں مارکسیت کے اس فقدان کی بڑی وجہ ان کے اجتماعی ذہن کی ایک خاص حالت ہے جسے عوارض غلامی کے باعث دینی تو نہیں کہہ سکتے البتہ اس کے لگ بھگ ایک ملی جلی کیفیت ضرور ہے۔

اقبال چونکہ معاشی انقلاب کی بجائے روحانی انقلاب کا قائل تھا اس لئے ہمارے ادب کے اکثر اشتہالی نقادوں نے اقبال کو فسطائی شاعر کہا ہے اور اس کی دعوت کو رجعتی عقائد کی صدائے بازگشت، ڈاکٹر اختر حسین نے پوری جو ایک اشتہالی نقاد ہیں اپنی کتاب ”ادب و انقلاب“ کے بارے میں یہی مشترکہ آواز ہے۔

اقبال کا تصور مذہب و سیاست، مارکسزم سے بنیادی طور پر مختلف ہے اور مرحوم نے اپنے اس عقیدے کا اظہار ان دو شعروں میں بھی کیا ہے۔

جلالِ بارشاہی ہو کہ جہو رہی تماشا ہو

جدہا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے تنگی ر

نام کار اگر مزدور کے ہاتھوں میں ہو پھر کیا  
طریق کو کہن میں بھی وہی چیلے ہیں پر ویزی  
پھر ایک جگہ مسلمان کو متباہ کرتے ہوئے لکھا ہے  
دین ہاتھ سے دے کہ اگر آزاد ہو ملت  
ہے ایسی تجارت میں مسلمان کا خارا

لیکن آج مسلم لیگ جو پاکستان کے اس ”داعیِ اول“ کی ”مجزرہ ریاست“ کے لئے ”جدوجہد“ کر رہی ہے، ایک طرف دین کی بنیادوں پر الگ قومیت کا نعرہ لگاتی، اور پاکستان کا مطالبہ کرتی ہے۔ اور دوسری سمت دین و سیاست کی تفریق پر مصر ہے، اس کا ثبوت مسٹر جناح اور مسلم لیگ کے بعض دوسرے ممتاز رہنماؤں کے اکثر بیانات ہیں، جن میں مذہب کو خدا اور فرد کے مابین صرف ایک ذاتی تعلق سے تعبیر کیا گیا ہے (ملاحظہ ہو ایشادہ جناح ”مطبوعہ ادبستان لاہور“)

ہم اصول پاکستان کے مخالف نہیں، ہمیں صرف یہ اعتراض ہے کہ مسلم لیگ کے رہنما مذہب کے نام سے فائدہ اٹھا کر ایک لادین شاہراہ پر جا رہے ہیں جسے پاکستان کے داعیِ اول نے خود خوارے کی تجارت کہا ہے۔

پاکستان کے قلب یعنی پنجاب مسلم لیگ میں کمیونسٹ داخل ہو کر ہمارے کار کے اعلیٰ منصب بیٹھال چکے ہیں، اور ایک خاص بیج پر ایک خاص پالیسی کے تحت کام ہو رہا ہے۔ وہ بیج کیا ہے۔ اور وہ پالیسی کون سی ہے۔ اس کی تفصیل میں جانے سے پہلے اتنی بات سمجھ لینا ضروری ہے کہ کمیونسٹ کسے کہتے ہیں، ان کا داعی ساچد کس آب و گل سے بنا ہے، اور

ان کے مادی معتقدات سے اسلامی معتقدات کو کوئی نسبت بھی ہے یا نہیں؟ اس کا اندازہ مندرجہ ذیل حقائق سے بخوبی ہو سکتا ہے

## کیمونسٹ اور کیمونزم

کیمونسٹ، مارکسزم کو دنیا کی سب سے بڑی علمی سچائی مانتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اس کائنات کی شیرازہ بندی مادے کے نشو و نما تقابلی سے ہوئی۔ اس میں کسی "قدیمت کاملہ" کو دخل نہیں۔ اور نہ کسی "مشیت ایزدی" کی محکا و لطف نے اسے بنایا ہے۔ لہذا ہر کیمونسٹ اس مارکسی نظریہ کو مان کر کٹھ مادہ پرست بن جاتا ہے۔ اور اس کے نزدیک مذہب کی وقعت اس سے زیادہ کچھ نہیں رہتی۔ کہ وہ بھی معاشرۃ انسانی کی ایک وقتی ضرورت تھی جو انسانی ہاتھوں سے انجام پاکہ اپنے دور کے ساتھ ختم ہو چکی ہے۔

ان کی جدوجہد فکری و عملی صرف ان تین محوروں پر گھومتی ہے۔ تاریخ کا مادی نقطہ نگاہ، سرمایہ کو مرکز پر لانے کا قانون اور طبقاتی جنگ۔

ایک سراج، یا یوں کہہ لیجئے کہ ایک ملک اور قوم کو اشتراکی نظام کا رنگ پہنچانے کے لئے کیمونسٹ اس ملک کے خاص ماحول کے مطابق مختلف قسم کی چالیں پھیلے ہیں اور بعض اوقات وہ ان کے بنیادی عقائد کی رد سے اپنی مفکریہ خیز ہوتی ہیں۔ کہ لوگوں کو شبہ ہونے لگتا ہے کہ کیمونسٹ اپنے اصول سے گمراہ گئے ہیں لیکن ان کے نزدیک "قلا بانی" ایک تاریخی ضرورت بن جاتی ہے اور چونکہ

ان کا بنیادی عقیدہ ہے کہ

*End justifies the means.*

نتیجہ پر پہنچنے کے لئے اخلاقی و غیر اخلاقی ہر ہتھیار جائز ہے۔

لہذا کیمونسٹ اکثر و بیشتر اپنی "قلا بانوں" کی مخلوق ہیں۔

یہاں بحث کا موقع نہیں، ورنہ ہندوستانی کیمونسٹوں

کے "مسلمان" عنصر کا یہ دعویٰ کہ مارکس کا اقتصادی نظریہ اسلام

کے اقتصادی نظریہ سے متصادم نہیں ہوتا، بجائے خود

غلط ثابت کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ مارکسزم سرمایہ راہدو

زندہ تھی ہے۔ اور اسلام کی روح کے بالکل آٹھ چنانچہ

کارل مارکس ہی کا یہ قول ہے کہ مذہب لوگوں کے لئے

افیون کا حکم رکھتا ہے۔ لیکن جو روس کے اشتراکی انقلاب

کا لیدر تھا۔ اور جس کی تحریریں مارکسزم کی اساسی شرح

اور اشتراکیوں کے نزدیک راہنمائی کا ضابطہ سمجھی جاتی ہیں

اپنی تحریروں میں اس امر کا بار بار اعادہ کرتا ہے۔ کہ

سوشلسٹ لیڈروں اور عامۃ الناس کو اپنی پوری قوت

خدا کے بے دخل کر دینے میں حریف کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اشتراکی

نظام اجتماعی کا سب سے بڑا دشمن خدا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ

روس میں اکثر جگہ یہ کہتے آدینراں کہتے ہیں کہ زمین سے

سرمایہ داری اور آسمانوں سے خدا کو کمال دوں اور اسی

بیز کر ہندوستان کے انقلابی شاعر جوش ملیح آبادی نے

جو دوسرے کیمونسٹوں کی مانند کہتے ہیں کہ معاشرۃ انسانی

کی سب سے بڑی غلط صداقت کہتا ہے ان الفاظ میں ہندوں

کیا ہے۔ جو کیمونزم کی شاعرانہ اور واضح شرح

ہے۔

و مادہ پرستی کا مجاہد بھی ہوتا ہے۔ وہ صرف یہی نہیں چاہتا کہ اس جماعت کا ممبر اپنے لاد مذہب ہونے کا اعتراف کر لے بلکہ وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ پورے جوش اور سرگرمی کے ساتھ غیر اشتراکی لوگوں میں لاد مذہبی اور فلسفہ مادیت کی اشاعت کرے اور نوجوانوں کی تعلیم کا پروگرام اس طرح بنائے کہ آئندہ نسل خود بخود مادہ پرستی کا عقیدہ لے کر اٹھے۔ اُس کے نزدیک کوئی دوسری زندگی نہیں ہے جو بعد میں آنے والی ہے۔ اس لئے وہ اپنی اسی زمین کی زندگی کو زیادہ سے زیادہ خوشگوار بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ کیونسٹ پارٹی کی تحریک پر ایک خاص سوسائٹی انجمن مسکین خدا کے نام سے قائم کی گئی ہے جس کا مقصد وید اسی سہک تبلیغ و اشاعت کرنا ہے اس انجمن کو کیونسٹ پارٹی کی پوری تائید حاصل ہے بلکہ حقیقت یہ اس کی متعدد تبلیغی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔

اس اقتباس سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہر کیونسٹ لاد مذہب ہی نہیں ہوتا بلکہ "دہریت" و مادیت کا مجاہد و مبلغ بھی ہوتا ہے۔ اور آئندہ نسل کو اپنے تعلیمی سانچے میں اس طرح تیار کرتا ہے جس سے وہ خود بخود مادہ پرستی کا عقیدہ لے کر اٹھتی ہے۔

کری بھی دو معرودہ ان ارباب عز و جاہ کو آسمانوں سے خدا کو اور زمین سے شاہ کو آج ہندوستانی کیونسٹ بالخصوص جو مسلم لیگ میں شریک ہو گئے ہیں یہ کہتے ہیں کہ ایک کیونسٹ کے لئے مذہبی عقائد سے دستبردار ہونا ضروری نہیں۔ اور مارکسزم اس کی مخالفت نہیں کرتا۔ وہ آج ایسا کیوں کہہ رہے ہیں اس کا ذکر تو آئندہ صفحوں میں ہوگا۔ فی الحال چند ایک سربراہان مارکسٹ مصنفوں کی رائے سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ مذہب کے متعلق مارکسٹوں کا قطعی نظریہ کیا ہے؟

مشہور اشتراکی مصنف نجارین ٹریو براؤن کی اپنی کتاب اشتراکیت کی الف بے میں رقمطراز ہے۔

"یہ اشتراکی جماعت کا کام ہے کہ اس صداقت (یعنی کارل مارکس کے اس قول کی صداقت کہ مذہب لوگوں کے لئے ایفون کا حکم رکھتا ہے) کو محنت کش عوام کے زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچائے اور ان کے ذہن نشین کرے۔ مذہب اشتراکیت دو بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ نظری حقیقت سے بھی جو اشتراکی اپنے ساتھ مذہبی عقیدہ بھی لئے پھرتا ہے۔ اس کو حقیقت اشتراکیت سے کوئی واسطہ نہیں۔"

پروفیسر سیکر اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔

"اشتراکی محض لاد مذہب اور مادہ پرست ہونے ہی پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ وہ لاد مذہبی

کیونٹ کہتے ہیں کہ دوس میں مذہبی عقائد کی آزادی ہے۔ اور ہر قوم کو "حق" خود ارادیت حاصل ہے۔ اصل اُن کا یہ کہنا مذکورہ توضیح کے عین مطابق ہے۔ دوس کا انقلاب ایسی حالت میں ہوا جبکہ ابھی پرانے انسان اپنے مذہبی و موروثی معتقدات کے ساتھ زندہ تھے اور انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ وہ صدیوں کے عہد و ثبات عقائد کو ایک انقلابی جھٹکے ہی سے چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہو جاتی۔ بلکہ خیالات ایک نئی نسل میں متغیر ہونے لگتے ہیں۔ اور نئے سماج کے پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ نیا نظام تعلیم اپنی خاص نچ پر نئے ذہنی خاکے تیار کرے جو اپنی زندگی کے اثرات، اپنی آئندہ نسل پر ڈالے۔ اور اس طرح ایک دوسرا سماج بنا شروع ہو جائے۔

سوال ہو سکتا ہے کہ جب لینن مذہب کو ختم کر دینے کا داعی تھا تو اس نے ایسا کیوں نہ کیا۔ اور سلطنت کے بل بوتے پر ان انقلاب دشمن عقائد کو ختم کیوں نہ کر دیا۔ اس کا جواب بالکل صاف ہے۔ کہ دوس کے انقلاب کی فوری مقتضیات ہی ایسی تھیں۔ مگر دپیش کے تمام سامراجی ملک اس انقلاب کے دشمن بن گئے تھے اس صورت میں ایک اندرونی بغاوت کو جہنم دینا اور محض عقائد کی بنا پر قتل و غارت کا ہنگامہ پیدا کرنا، یا عقائد کی جبریہ تبدیلی پر مصر ہونا انتہائی لغو اور بچر ہوتا۔ دوسرے لینن ہسپانیہ کا عیسائی فاتح نہیں تھا۔ جس نے مسلمانوں کی آبادیاں محض دینی اختلاف کے باعث موت کے گھاٹ اتار دی تھیں۔ وہ سمجھتا تھا کہ

عقائد بندہ و شمشیر فتح نہیں کئے جاسکتے۔ انہیں ایک نئی تعلیم کی رو ہی بدل سکتی ہے۔ جو نئی نسل کے ناپختہ ذہنوں سے شروع ہو کر آہستہ آہستہ سماج میں رچ جاتی ہے۔ اور پھر وہی معیار ہی تعلیم کہلاتی ہے۔ جیسا کہ آج ہندوستان میں انگریزی تعلیم کی مخصوص برکات کے غیر اسلامی ثمرات سے ظاہر ہے۔ اور جس کا بدیہی نتیجہ ہے کہ مسلمانوں نے چند امر کی معاشی جدوجہد کو اسلامی تہذیب کی تحریک بقا سمجھ رکھا ہے۔ اور نوبت اینچا رسید کہ اسلامی عقائد کی تمام عبادت متزلزل ہو کر، محض اقتصادی مفاد پر آکر کی ہے۔ چنانچہ مسٹر محمد علی جناح اسی مفاد کی نمایندگی کرتے ہوئے اپنے سے اختلاف رکھنے والے عوام ہندو کہتے ہیں (ملاحظہ ہو کونٹ کی تقریر نومبر ۱۹۴۵ء) اور نواب زادہ لیاقت علی نے بھی کراچی میں اعلان کیا کہ کیونٹ، بشرطیکہ وہ کیونٹ پارٹی کے ممبر نہ ہوں، مسلم لیگ میں اپنے عقائد سمیت شریک ہو سکتے ہیں۔ اگر انہیں قرآنی معتقدات سے واقفیت ہوتی تو یقیناً اُن کا بیان اس سے مختلف ہوتا۔ ہر حال انہیں اپنے طبقے کے مسلمانوں کے معاشی استقلال سے غرض ہے۔ اس سے واسطہ نہیں اور بقول اقبالؒ

ہے ایسی تجارت میں مسلمان کا خرابا

سوویٹ یونین کا آمین

دوس جس کے متعلق ہمارے کیونٹ دوست آئے دن پراپیگنڈا کرتے ہیں۔ کہ وہاں ہر طرح کی

مذہب والوں کو تو صرف اپنے رسوم ادا کرنے کی اجازت ہے لیکن مذہب کے خلاف تبلیغی جدوجہد کی آزادی ہے۔

ظاہر ہے کہ مذہب تدریجاً ختم کیا جا رہا ہے نئی نسل کو نئی تعلیم کا سانچہ اپنے اندر ڈھال رہا اور ڈھال چکا ہے اور پرانی نسل جو اپنے مذہبی عقائد پر جمی رہے اس کی شمع زندگی بجھتے ہی مذہبی سانچے کا ٹوٹ جانا طبعی امر ہے۔ اور اس طرح ایک اشتعالی سماج کا رستہ صاف ہو جاتا ہے۔

### دو ضروری اقتباس :-

اس ضمن میں مذہب اور خدا کے متعلق دو اور حوالے ہندوستان کے دو ممتاز ترین کیونسٹوں کے ہیں، پہلا حوالہ ڈاکٹر ادھیکاری کے اس بیان میں سے ہے جو آپ نے مقدمہ سائزیش میرٹھ میں پیشیت ملزم دیا تھا۔ ڈاکٹر ادھیکاری کیونسٹ ہائی کمان کے تین ارکان میں سے ایک ہیں :-

”ماہر کس کے پیرو اور مادہ پرست ہونے کی حیثیت سے ہم مذہب کے قطعی مخالف اور خدا کے منکمر ہیں۔ مگر ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ مذہب کے خلاف محض ایک نظری اور خیالی پراپاگنڈے سے مذہب کا تہیال نہیں ہو سکتا“

اس استہصال کے لئے جو طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔ ان کی نوعیت ہر ملک کے اپنے حالات سے وابستہ ہوتی ہے

مذہبی آزادی اور اقوام کو حق علیحدگی حاصل ہے اس کی حقیقت خود سوڈینوین کے دستور اساسی سے کھل جاتی ہے۔ اس دستور اساسی کے باب دہم میں فرائض و حقوق شہریت مدون کئے گئے ہیں۔

اس آئین کا ترجمہ مسٹر فیروز الدین منصور نے کیا ہے جو آج کل پنجاب کیونسٹ پارٹی کے ہائی کمان سے تعلق رکھتے ہیں، اور دوسرے کیونسٹوں کی طرح پاکستان کے پرجوش پرچارک ہیں۔

دفعہ ۱۷۲ میں درج ہے کہ قوم یا نسل کی بنا پر بالواسطہ یا بلاواسطہ رعایات قومی یا نسلی علیحدگی کا پرچار اور ایک قوم کو ایک دوسرے کے خلاف مشتعل کرنا قانوناً مجرم ہے اور ایسا کرنے والا مستوجب ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو کیونسٹ مسلمانوں کے ایک قوم کی بنا پر حق علیحدگی کو ”حق خود ارادیت“ کا رنگ دے کہ پاکستان کی حمایت کر رہے ہیں۔ ذرا اصل ان کا مفہوم و متنازعہ اس سے قطعی مختلف ہے۔ جس کی دعوت مسلم لیگ دے رہی ہے۔

تو پھر کیونسٹ لیگ میں کیوں آگئے ہیں اس کا جواب انگلی سطرول میں ملے گا۔

اسی آئین کی دفعہ ۲۴ میں درج ہے کہ شہریوں کو اپنے مذہبی رسوم ادا کرنے اور مذہب کے خلاف پرچار کرنے کے حقوق حاصل ہیں۔

یہی آزادی ہے جس کا ڈھنڈو رہ ہمارے ہندوستانی کیونسٹ پیٹھتے ہیں۔ اور جس کی تفصیل پروفیسر ہیکر کے مذہب والا اقتباس میں دی جا چکی ہے

چنانچہ مسلم لیگ میں کمیونسٹوں کا داخلہ بھی اس نتیجہ سے  
نہیجی رہی کا ایک حلقہ ہے۔ اس کا ثبوت ان ہی کی تحریروں  
سے اگلے صفحوں پر موجود ہے۔

دوسرا حوالہ و اہل سائکریتیا میں کی کتاب  
”سوشلزم ہی کیوں“ ہے۔ اس میں مذہب و خدا کے  
خلاف ایک مستقل باب ہے۔ چنانچہ صفحوں ۶۳ پر مصنف  
لکھا ہے :-

”مذہب کی اصل حقیقت انسانی نسل  
کے ابتدائی امور کی دماغی کمزوری اور اس  
سے پیدا شدہ جھوٹے اعتقادات کا فریب ہے“  
صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے :-

”خدا کا تصور ہماری قسم کی ترقی کو روکتا  
ہے۔ خدا کا تصور مذہبی غلامی کی سب سے بڑی  
نہیجی ہے۔۔۔۔۔ خدا اس لیے داروں کے بڑے  
کام کی چیز ہے۔ اگر خدا کا تصور پہلے سے نہ  
ہوتا تو آج وہ اس کی ایجاد کرتے جب تک  
مذہب ہے اس وقت تک ہیں امن اور  
آزادی کا خواب دیکھنا چھوڑ دینا چاہیے“

اس باب میں نہایت شدید مد سے مذہب و خدا کے  
خلاف اظہار غیظ کیا گیا ہے اور سوشلزم کے لئے اس  
کے خاتمہ کو بہت ضروری قرار دیا ہے۔

ان اقتباسات سے یہ بات پائیے تکمیل کو پہنچتی  
ہے کہ ہر کمیونسٹ خدا کا منکر، مذہب کا دشمن، اور انسانی  
سماج کے مروجہ اخلاقی اقدار کا باغی ہے۔ اور اصول  
مقاصد کی خاطر جائز و ناجائز کے حدود کو تسلیم نہیں

کرتا ہے۔

پیشتر اس کے کمیونسٹوں کے ”داخلہ مسلم لیگ“ کی توضیح  
کی جائے ایک پوری عبارت کو سمجھنے کے لئے درود و دیوار کا  
جائزہ لینا نہایت اہم ہے۔

## ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی

یہ ایک نہایت امر ہے کہ ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی اس  
ملک میں روس کا فقہ کالم کی حیثیت میں کام کرتی ہے۔  
اور ہمیشہ اس کی خارجہ پالیسی کی معاون و مظہر ہے چونکہ  
نفس مضمون سے اس چیز کا تفصیلی تعلق نہیں اس لئے  
میں تفصیلات میں نہیں جانا چاہتا تاہم چند ایک باتوں کا  
سمجھ لینا نفس مضمون کی ضروری کڑیاں ہیں۔

۱۔ ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی روس پر جو جن حملہ تک  
بحیثیت جماعت غیر آئینی رہی۔ البتہ اس ذہن کے افراد  
مختلف جماعتوں میں اپنے مقاصد کی خاطر کام کرتے  
رہے کچھ لوگ کانگریس سوشلسٹ پارٹی میں شریک رہے  
اور کچھ اپنے اصول کار کے تحت ذیل کے اداروں میں شامل  
ہو کر روسی سوشلزم کی خدمت گزاری میں مشغول رہے  
(دو طلبہ کی جماعتیں۔

رب) شہری آزادی کے تحفظ کی مجالس

(ج) انجمن احباب سوویٹ یونین

(د) ترقی پسند مصنفین کی کانفرنس

۲۔ یکم ستمبر ۱۹۳۷ء کو پورے جنگ کا آغاز ہو گیا

اور قومی ہندوستان میں مظاہرہ کو مدد دینے کی ہمدردی  
دوڑ گئی۔

مولوثات اور اس کے ذریعہ خارجہ نے اعلان کیا کہ یہ جنگ اسپیرلیٹ طاقتوں کی باہمی خونریزی ہے۔ جو پس ماندہ اقوام و ممالک کی دوبارہ بندر بانٹ کے لئے پھر شروع ہوئی ہے۔

اس اعلان کے ساتھ ہی ہندوستانی کمیونسٹوں نے سامراجی جنگ کا غرور بلند کرنا شروع کر دیا۔ اور جنگ بدجگہ کانگریس سے عوامی تحریک شروع کئے جانے کا مطالبہ ہونے لگا۔

انہی دنوں انگلستان میں قرارداد لاہور کی منظوری کے فوراً بعد پاکستان کو مسلم رجعت پسندوں کا پہلہ بین قلمہ دیا گیا۔ اور یہ ثابت کرنے کی سعی کی گئی کہ اس کا مقصد عوام کی انقلابی تحریک کو روکنا ہے۔ اگرچہ تمام ممتاز ہندوستانی لیڈروں کے بیانات تحریریں اور تقریریں ان کے اس رویہ کی شاہد ہیں لیکن میں ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی کے ایک فقہ کا ملٹ نوجوان مسٹر عبداللہ ملک ہی کے ایک مضمون مطلوبہ زمزمہ، اپریل ۱۹۴۷ء کا حوالہ دینا ضروری خیال کرتا ہوں۔ اس لئے کہ ایک تو ان کا مضمون ہی "پاکستان کے عنوان سے چھپا ہے۔ دوسرے وہ صوبہ مسلم لیگ پنجاب میں پارٹی ہدایت کے مطابق شریک ہو کر پاکستان کی جدوجہد کے پرجوش مبلغ بنے ہوئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:-

"مسلمان جاگیردار کی بقا تو سامراج کے سہارے سے ہے جب اس نے دیکھا کہ سامراج کمزور ہو رہا ہے تو اس پر نزع کا عالم طاری ہونے لگا اس نے نیا ہروپ بھر کر کانگریس کی مخالفت شروع

کر دی۔ دوسری طرف مسلمان سرمایہ داروں نے یہ محسوس کیا کہ اب ہندو سرمایہ دار کا مقابلہ جبکہ اس نے ہندوستان میں اس قدر سیاسی ترقی حاصل کر لی ہے ناممکن ہے تو اس کو ایک محدود علاقے کی خواہش پیدا ہوئی جہاں وہ اسلام کا نام لے کر اپنی اشیاء بیچ سکے اس طرح پاکستان کا غرور بلند ہوا۔"

مسلم لیگ رجعت پسند جاگیرداروں کی جماعت ہے، اسے مسلم عوام اور کسانوں سے دور کا بھی واسطہ نہیں لیکن جناح صاحب جاگیردار نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ہندو کے مقابلہ میں کمزور اور نحیف سرمایہ دار کے نمائندے اور بیسی کے رہنے والے ہیں۔ جہاں پاکستان کا غرور سرے سے ہی بے سود ہے بیسی کا مسلمان میدان تجارت میں قدم بڑھا رہا ہے جناح صاحب یہ دیکھتے ہیں کہ کس طرح مسلمان تاجر کے راستے میں ہندو تاجر ایک چٹان کی طرح کھڑا ہے۔ اور وہ اس کی اشیاء کی کھپت میں ایک ذریعہ دستہ کا ڈٹ ہے۔ وہ ایک آزاد مسلم ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں مسلمان سرمایہ دار کی اشیاء کی کھپت بوجہ احسن ہو، بالفاظ دیگر پاکستان مسلمان سرمایہ دار کی حکومت ہوگی۔

.... راجہ محمود آباد، نواب زادہ لیاقت علی اور نواب محمد اسماعیل خاں کے دماغ میں خیال



بھی آسکتا ہے کہ ایٹم طاؤی سراج تو معیات کی کش مکش میں مبتلا ہے۔ اور امکان ہے کہ سراج اس کش مکش سے زندہ نہ لوٹے، تو اس وقت انقلاب پسند عوام ان کی جائدادوں کی ضبطی کے احکام صادر کریں گے۔ اس واسطے ہو سکتا ہے کہ وہ اس ڈر سے پاکستان کا نعرہ لگا رہے ہوں کہ اگر ان کی جاگیریں ہندوستان میں محفوظ نہیں رہ سکتیں تو وہ پاکستان میں محفوظ ہو جائیں۔

پاکستان راستہ کار وڑا ہے جس کی آڑ میں لیگی سرمایہ دار اپنی تجارت کو چار چاند لگانا چاہتا ہے، اور مسلم عوام اپنے خون سے لیگی سرمایہ دار کو مضبوط بنا رہے ہیں۔

اسی مضمون میں مسٹر ملک نے خاتمہ سخن پر پیش گوئی کی ہے کہ آج کا پاکستانی سرمایہ دار آئندہ چل کر اکھنڈ ہندستان کا پرچارک بن جائے گا۔ کیونکہ اس کے پیش نظر صرف اپنے سرمایہ دارانہ اغراض کی بقا ہے۔

یہ تو خیر ایک نوجوان کے مستعار جماعتی خیالات ہیں جسے اس نے اپنے قلم سے جماعتی مشینری کے ایک پرزے کی حیثیت میں ادا کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد اشرف، جو ایک فاضل ترین کمیونسٹ اور کمیونسٹ پارٹی کے عناصر اور بعد میں سے ہیں اور جنہیں آج پاکستان کے مطالبہ ہی میں "مسلمان اقوام" کی سیاسی نجات نظر آتی ہے۔ "انجائرمین" کی اشاعت بابت ۲۱ نومبر ۱۹۴۲ء اور ۲۸ جنوری ۱۹۴۹ء میں مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کر چکے ہیں :-

ڈاکٹر صاحب کی عبارت | نشریات

(۱) مسلمان سیاسی اور معاشی اعتبار سے دو پرچار اور ہندوستان میں نہ ایک قوم ہیں نہ ہو سکتے ہیں۔ (۱۱) اسی وجہ سے ڈاکٹر صاحب ہمیشہ ہندوستان کی مسلمان اقوام کا لفظ استعمال کرتے ہیں مزید تشدیح روس کی خارجی پالیسی کے تحت دیکھیں۔

(۲) عوامی تحریک کے نتائج سے ڈر کر جاگیرداروں نے ہندو جہاں سبھا اور مسلم لیگ بنائی ہے۔ (۲۱) ۲۱ جنوری ۱۹۳۹ء عوامی جماعت کہلانے کی مستحق ہو گئی۔

(۳) جو لوگ اقلیت اور تحفظ یا زبان اور کلچر پر زور دیتے ہیں اور اسی راگ کو الاپتے رہتے ہیں۔ شاید انہیں اس کا احساس نہیں کہ وہ اپنے اس طرز عمل سے ہندو اصلاح پسند اور ہندوستانی اعلیٰ طبقہ کے مفاد کے سب سے بڑے دھم بن جاتے ہیں (۱۱) جنوری ۱۹۴۲ء

(۴) ہم گزشتہ تجربوں کو اپنے سامنے رکھیں تو ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہندوستان کے موجودہ حالات میں یہی جب تک برطانوی استعمار کا قدم کر دی ہے لیکن اب ڈاکٹر صاحب ہے مسلمانوں کا کوئی جدا گانہ مسلمانوں کے جدا گانہ مسلک

<p>مسلم لیگ کی مفاہمت کی بنیاد جدوجہد نہیں بلکہ تقسیم حقوق ہے اور گفتگو جواہر لال سے نہیں بلکہ جہاتما گاندھی سے ہوتی ہے حقوق سے مراد تحفظ مفاد ہے جن کے خلاف عوام جدوجہد کرتے ہیں۔</p>	<p>مسلم لیگ کی مفاہمت کی بنیاد جدوجہد نہیں بلکہ تقسیم حقوق ہے اور گفتگو جواہر لال سے نہیں بلکہ جہاتما گاندھی سے ہوتی ہے حقوق سے مراد تحفظ مفاد ہے جن کے خلاف عوام جدوجہد کرتے ہیں۔</p>	<p>مسلم لیگ کی مفاہمت کی بنیاد جدوجہد نہیں بلکہ تقسیم حقوق ہے اور گفتگو جواہر لال سے نہیں بلکہ جہاتما گاندھی سے ہوتی ہے حقوق سے مراد تحفظ مفاد ہے جن کے خلاف عوام جدوجہد کرتے ہیں۔</p>	<p>مسلم لیگ کی مفاہمت کی بنیاد جدوجہد نہیں بلکہ تقسیم حقوق ہے اور گفتگو جواہر لال سے نہیں بلکہ جہاتما گاندھی سے ہوتی ہے حقوق سے مراد تحفظ مفاد ہے جن کے خلاف عوام جدوجہد کرتے ہیں۔</p>
<p>(۸) مسلم لیگ ملک کی آزادی انقلاب میں کانگرس سے پچھھے نہیں ہے کیونستوں کا جدید نعرہ !! - ع ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار</p>	<p>(۸) ملک کی آزادی اور انقلاب کی نگاہ میں پست ترین کانگریسی ہندو فرقہ پرست انجمن کے بہترین مسلمان سے افضل ہے۔</p>	<p>(۸) ملک کی آزادی اور انقلاب کی نگاہ میں پست ترین کانگریسی ہندو فرقہ پرست انجمن کے بہترین مسلمان سے افضل ہے۔</p>	<p>(۸) ملک کی آزادی اور انقلاب کی نگاہ میں پست ترین کانگریسی ہندو فرقہ پرست انجمن کے بہترین مسلمان سے افضل ہے۔</p>
<p>(۹) کیا احرام کی دعوت اس کے سوا کچھ اور ہے لیکن اگر صاحب آج اس دعوت ہی کی تضییع کر رہے ہیں آخر ع اس خطا پر مجھے مارا کہ خطا وارہ تھا</p>	<p>(۹) اعلان ہو جائے کہ ہندو اور انگریز دونوں سے لڑنے اور اسلامی حکومت قائم کرنے کے لئے تیار ہیں تو مجھ جیسے حیت سے کانگریسی مسلمانوں کو اس کی شرکت میں بھی تامل نہ ہوگا۔</p>	<p>(۹) اعلان ہو جائے کہ ہندو اور انگریز دونوں سے لڑنے اور اسلامی حکومت قائم کرنے کے لئے تیار ہیں تو مجھ جیسے حیت سے کانگریسی مسلمانوں کو اس کی شرکت میں بھی تامل نہ ہوگا۔</p>	<p>(۹) اعلان ہو جائے کہ ہندو اور انگریز دونوں سے لڑنے اور اسلامی حکومت قائم کرنے کے لئے تیار ہیں تو مجھ جیسے حیت سے کانگریسی مسلمانوں کو اس کی شرکت میں بھی تامل نہ ہوگا۔</p>
<p>(۳) ۲۲ جون ۱۹۴۱ء کو دس پریٹکر نے حملہ کر دیا کیونستوں کے "انقلابی" عنصر کا ایک حصہ جیل میں تھا جو باہر تھے ان پر ذہنی بھراں مسلط تھا، کئی مہینے تک جنگ کی نوعیت کے</p>	<p>(۳) ۲۲ جون ۱۹۴۱ء کو دس پریٹکر نے حملہ کر دیا کیونستوں کے "انقلابی" عنصر کا ایک حصہ جیل میں تھا جو باہر تھے ان پر ذہنی بھراں مسلط تھا، کئی مہینے تک جنگ کی نوعیت کے</p>	<p>(۳) ۲۲ جون ۱۹۴۱ء کو دس پریٹکر نے حملہ کر دیا کیونستوں کے "انقلابی" عنصر کا ایک حصہ جیل میں تھا جو باہر تھے ان پر ذہنی بھراں مسلط تھا، کئی مہینے تک جنگ کی نوعیت کے</p>	<p>(۳) ۲۲ جون ۱۹۴۱ء کو دس پریٹکر نے حملہ کر دیا کیونستوں کے "انقلابی" عنصر کا ایک حصہ جیل میں تھا جو باہر تھے ان پر ذہنی بھراں مسلط تھا، کئی مہینے تک جنگ کی نوعیت کے</p>

نمایاں کئے ان کی تفصیلات اس بحث سے متعلق نہیں البتہ انہوں نے بالائے ترام یہ پروپانڈا جاری رکھا کہ اس تحریک کے پیچھے جا پانی فقہ کا لمسٹوں کا ہاتھ کام کر رہا ہے جو ہندوستان کو فسطائیت کے حملے کو دینے پر مصر ہے۔ کیونسٹ پارٹی نے اس تحریک کو ختم کرنے کے لئے برطانوی عمال حکومت کا کوئی مسلح دستہ نہ بھی اس نے اپنی پوزیشن کو بچانے اور روس کی خدمت کے خیال سے خاطر خواہ نتائج پیدا کرنے کے لئے چند فوری خمرے ایجاد کئے۔ وہ خمرے حسب ذیل ہیں:-

- ۱۔ قومی حکومت کے قیام کا مطالبہ
  - ۲۔ مسلم لیگ اور کانگرس میں سمجھوتے کی ضرورت
  - ۳۔ کانگریسی لیڈروں کی رہائی۔
- ان نیندوں نعروں کا مقصد صرف "جنگ کی جنگ" کے روسی مقاصد کو فائدہ پہنچانا تھا۔ جیسا کہ ان کی تئیں نوعیت سے ظاہر ہے۔

یہ عوامی جنگ ہے، اس جنگ میں مجموعی ہندوستان کی اخلاقی و مادی اعانت ایک قومی حکومت ہی کے توسط سے مل سکتی ہے۔ اور قومی حکومت دو بڑی جماعتوں کے اشتراک ہی سے بنے گی۔ ان میں اشتراک کے لئے محبوس کانگرس رہنماؤں کی رہائی لازم ہے یعنی ہندوستانی کیونسٹ پارٹی ایک آواز میں تین محاذ سر کر کے، معرکہ کو اپنے حق میں فتح کرنے کی منتہی رہی ہے۔

(ا) "قومی حکومت کا مطالبہ" غیر ملکی حکومت سے تعاون پیدا کرنے کا فضا میں ممد تھا۔

(ب) "مسلم لیگ کے نظریہ پاکستان کی حمایت سے

مطلق یہی کہا جا سکا کہ سامراجی ہے۔ اور چرچل نے ہٹلر کو اکا کر روس پر حملہ کر دیا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ ایک عوامی تحریک کی لحاظ سے برطانوی سامراج کو کھینچائی جائے۔

نومبر تک کیونسٹوں پر ایک گومرک کی طاری رہی روس کے حکم لمار جیم سے ملن کا براہ راست رابطہ نہیں تھا ہندوستانی کیونسٹ پارٹی ہمیشہ برطانوی کیونسٹ پارٹی کے ماتحت ہی رہی ہے۔ اور عام طور پر اس کو لندن ہی سے ہدایات ملتی ہیں۔ برطانوی کیونسٹ پارٹی کے میکریٹری ہیری پوٹ نے ۷ جولائی ۱۹۴۷ء کو لندن سے ایک اپیل شائع کی جس میں کہا گیا کہ اب جنگ کا دھارہ سامراجی نہیں رہا، بلکہ عوامی ہو گیا ہے اور "مردوں کے مقابلہ میں" اتحادیوں کی مدد ہم پر لازم ہو گئی ہے یہ بیان نومبر ۱۹۴۷ء کو ہندوستان میں پہنچا۔ اور اس روز سے ہندوستانی کیونسٹ پارٹی نے جنگ کی "کافرہ لگانا" شروع کر دیا۔ کہ اب برطانوی حکومت کی مدد دنیا بھر کے مزدوروں اور جمہوریت کی مدد ہے۔

۴۔ ۹ اگست ۱۹۴۷ء کو آل انڈیا کانگریس نے بمبئی میں ہندوستان چھوڑ دو "کافرہ لگایا" رہتا کر فائدہ ہو گئے ملک ایک زبردست انقلابی جنگ میں مبتلا ہو گیا۔

کیونسٹوں نے اس انقلابی تحریک کی مخالفت کا اعلان کیا۔ آئرن ہیل سر میکول ہوم ممبر اور کامریڈ پورن چند جوشی، جنرل سکریٹری کیونسٹ پارٹی آف انڈیا میں ان دنوں کی ملاقاتیں ہوئیں۔ اور نتیجہ ہندوستانی کیونسٹ پارٹی آئینی جماعت بن گئی۔ اخبارات کے اجراء کی اجازت ہو گئی۔ آہستہ آہستہ ان کے بیشتر قیدی بھی رہا کر دیئے گئے۔ کیونسٹوں نے اس تحریک کی مخالفت میں جو کارہائے

لب لباب کیا ہے۔ مضمون "زمزم" کی اشاعت بابت ۲۷ جولائی ۱۹۲۷ء میں چھپا ہے۔ اور اس کا عنوان ہے "اسلامی دنیا اور موجودہ جنگ" اس کا خلاصہ ان ہی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے :-

(۱) جغرافیائی اعتبار سے مسلمانوں کی آزاد مملکتیں زیادہ تر روس سے ملی ہوئی ہیں۔ اور تمام اسلامی ملک جغرافیائی اعتبار سے ایک دوسرے سے پیوست ہیں۔

(۲) اندازہً روس نے ۱۹۱۲ء کی جنگ سے پہلے ایران اور درہ دانیال پر اپنے قبضے کا برطانیہ سے سمجھوتہ کیا تھا۔ آج کل اتالیقی روس بھی دندان آڑ کھولے ہوئے ہے۔

(۳) سامراجی طاقتیں اختلافات باہمی کے باوجود اسلامی ملکوں یا مخصوص افغانستان، ایران اور ترکی میں اس لئے اور بھی دلچسپی لیتی ہیں کہ روس میں مداخلت کرنے کے لئے ان ملک کی سیاست پر حاوی رہنا اور انہیں انقلابی عناصر سے پاک رکھنا ضروری ہے۔

(۴) ان مسلمان ملکوں کی تقدیر و تباہی (مزدور) انقلاب ہی بدل سکتا ہے۔

ظاہر ہے کہ اس مضمون کے تر منظر میں جو چیز چھپی ہوئی ہے۔ وہ بحسبہ اس حکمت عملی کی طرف اشارہ ہے جسے ایک مدت سے روس نے اپنی نظریاتی ساکھ کے عملی نتائج کو مضبوط کرنے کے لئے اختیار کر رکھا ہے اور جن کی نمایندگی ڈاکٹر محمد شرف کر رہے ہیں۔

یعنی اسلامی ملکوں پر سامراجی طاقتوں کی گرفت کے بجائے اشتامی نلیہ و اقتدار کی اتالیقی قلعہ بندیاں جیسا

مسلمانوں میں اثر پیدا کرنا مطلوب تھا۔ (ج) "کانگریس لیڈروں کو ہاکر دو" اصل میں اگست کی تحریک کے رخ بدلنے اور اپنے تئیں عوامی قہر و غضب سے محفوظ رکھنے کے پادہ کی پچاؤ کا ایک حربہ تھا۔

ایک توضیحی نکتہ :-

جون ۱۹۲۷ء کانگریس اگست ۱۹۲۷ء میں کیوں بدل گیا۔ اور بالخصوص اسلامی تحریک علیحدگی کو حل کہنے والے اشتامی دماغ "پاکستان" کے رجعت پسندانہ جنون کو ہندوستانی مسلمان اقوام کی تحریک آزادی کا نام کیوں دینے لگے۔ اور پھر ڈاکٹر محمد شرف کی تمام تر تصریحات جن کی یہاں ہونہ خوشک نہیں ہوئی۔ اس سرعت سے اپنے مخالف کیوں جا رہی ہیں۔ ہندوستانی دماغوں کی اس روسی سفاہت کو سمجھنے کے لئے چند امور کو نگاہ میں رکھنا شد ضروری ہے۔

روس کی خارجہ پالیسی

روس کی خارجہ حکمت عملی کے متعلق بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے اور سوویٹ یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی تاریخ سے ثابت کیا جاسکتا ہے کہ مسلمان ممالک کے متعلق اس کی روش کیا اور کیوں کر رہی ہے لیکن یہ ایک لمبی اور الگ بحث ہے میں اپنے مطلب کو زیادہ سہل اور آسان بنانے کے لئے ڈاکٹر محمد شرف ہی کے ایک مضمون سے واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس تمام بین الاقوامی جدوجہد کا

دائرہ بحث کی مندرجہ بالا تشبیحات سے قبل خلاصہ کلام کے امور واضح ہو جاتے ہیں :-

(۱) کمیونسٹ بے دین خدا کے باغی، مذہب کے منکر اور سماج کی مشترکہ اقدار اخلاق کے دشمن ہیں۔  
(۲) ان کے نزدیک اپنے مقصد تک پہنچنے کے لئے ہر حربہ جائز اور حق ہے۔

(۳) ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی، روس کے حکمہ خارجہ کی ایک خدمتگزار ایجنسی ہے۔

(۴) روس کی خارجہ حکمت عملی اسلامی ممالک کو اپنی خاص پہنچ پر لانے کی ہے۔ یہ اسلامی ممالک ایک دوسرے کے ساتھ جغرافیائی طور پر ملحق ہیں۔ اور روس بھی ان کے ساتھ ہی واقع ہوا ہے۔

(۵) ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی کا نظریہ سیاست ہمیشہ روس کے دفتر خارجہ کی ہدایت کے تابع ہے۔  
(باقی پھر)

کہ آذربائیجان کی بغاوت اور درہ دانیال پر روسی مطالبے کی بلاناغہ چھپنے والی خبروں سے ظاہر ہے۔

مسلمان اقوام کی اشتہائی پہنچ بھی اس خارجہ حکمت عملی کی ایک مفید مطلب کڑی ہے، یعنی کمیونسٹ ملت کی بنیاد دین کی بجائے چند مخصوص اقدار پر رکھتے ہیں مثلاً جغرافیائی حدود کی یک جہتی، معاشی حالات کی ہمرنگی زبان کی بڑی حد تک یکسانی مخصوص قسم کی نفسیات جن کا اظہار مشترکہ تہذیب و تاریخ اور ثقافت و معاشرت میں ہوتا ہے۔

اس نظریے سے وہ تمام وحدت غارت ہو جاتی ہے جو مراقش سے لے کر چین تک باہر آباد ہے۔ اور جس میں وہ کروڑ مسلمان رہتے ہیں۔ اور قومیت کی اس اشتہائی تفسیر ہی کا نتیجہ آفہ بایجان کی موجودہ صورت حال ہے۔ اور اس شرح ہی کی بنا پر ہندوستان کی مسلمان قوم کو مسلمان اقوام ظاہر کر کے پاکستان کے مطالبہ کو خود ارادیت کی تحریک بنانے میں اشتہائی دوست مشغول ہیں۔

## فتاویٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ایک مرغی کو ذبح کیا۔ اس کی تمام گلیں اور حلقوم باقاعدہ کاٹ دیں۔ مگر چھری تیز تھی۔ جس کی وجہ سے ذبیح کا سر بلا قصد بالکل کٹ گیا۔ اس پر بعض لوگوں نے کہا کہ یہ جھٹکے کے حکم میں ہو گیا ہے۔ اس کا کھانا حلال نہیں۔ تو کیا واقعی اس صورت میں ذبیح حرام ہو گیا یا شرعاً اس کا کھانا جائز اور درست ہے کتب معتبرہ سے جواب تحریر کیا جائے

الجواب۔ صورت مسئلہ میں ذابح کا یہ فعل مکروہ ہے مگر اس سے ذبیح پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ اور اس کے کھانے میں شرعاً کچھ مضائقہ نہیں وہ حلال ہے۔ اور کراہت کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح کرنے سے بلا ضرورت حیوان کو عذاب و تکلیف دینا ہے۔ تو قصداً یہ فعل کرنا مکروہ ہے۔ وبلغ بالسکین الخاع قطع اللحم کوه لہ ذلک وتوکل ذبیحہ تدوی ۲۲۵ یعنی جس شخص نے ذبح کرتے وقت چھری کو حرام مغز تک پہنچا دیا۔ اور سر کو الٹ کر دیا۔ اس کو یہ کرنا مکروہ ہے۔ اور وہ ذبیحہ کھایا جاسکتا ہے، اور عالمگیری

جلد ۳۹ میں ہے (لا یباین الرأس ولو فعل یکرہ الی ان قال) و هذا کلام لا تحرم بالذبح کذا فی البدائع یعنی سر کو جدا نہ کیا جائے اور اگر ایسا کیا تو یہ کرنا مکروہ ہے لیکن اس سے ذبیحہ حرام نہیں ہوتا۔ وہ مختار میں ہے و کرہا کل تعذیب بلا فائده مثل قطع الرأس الخ ۲۸۹ اور اس پر شامی لکھتا ہے (و کرہا) هذا هو الاصل الجامع فی افادۃ معنی الکراہۃ عنایتہ شامی جلد ۲۸۹ یعنی کراہت کی وجہ یہی تعذیب اور بے فائدہ تکلیف ہے اسی قسم کی روایات فقہ کی سب کتابوں میں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ذبیحہ بلا شک حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سوال (۱) غیر اللہ کے لئے تعظیمی سجدہ جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) استقاط کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب سجدہ تعظیمی کسی شخص کو کرنا حرام اور ناجائز ہے اور میلہ بالکل متفق علیہا ہے غیر اللہ کو سجدہ تعظیمی شرعاً فعل گناہ اور اس کا مرتکب عاصی ہے۔ تمام کتب مذہب میں اس کی تحقیق یہی کی گئی ہے۔ ترمذی شریف کی وہ حدیث جو حضرت معاذ بن جبلؓ اور دوسرے بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے مروی ہے اور جو اس عدم جواز میں نص صریح ہے وہ عرض کرنا ہوں کہ جب صحابہ کرام میں سے کسی نے ایہانوں کے اپنے بادشاہ کو سجدہ تعظیمی کرنے کا ذکر سن کر سجدہ کی اجازت چاہی تو آپ نے انکار فرمایا اور ان کو منع فرما کر ارشاد کیا ما یبغی لبشر ان یسجد لبشر ولو صلح لبشر ان یسجد لبشر لا حرت للملأ ان تسجد لزوجها من عظم حقہ علیہا (او کہا قال) پس

جب حضور مراد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے سجدہ تعظیمی سے منع فرمایا اور اجازت نہ دی اس لئے کہ جائز نہیں تو پھر اور کسی کے لئے کب جائز ہو سکتا ہے (والعقل کیفہ لا شاک) اور مزید تفصیل کتابوں سے معلوم کی جاسکتی ہے۔

(۲) استقاط کی صحیح شرعی حیثیت تو فقط اتنی ہی ہے کہ ایک شخص فوت ہو گیا ہے اور اس کے ذمہ روزے اور نمازیں رہ گئی ہیں۔ اظہار ہے کہ خود تو وہ ادا نہیں کر سکتا اور اس کی جگہ وارث بھی موم نہ صلوٰۃ تفساد شدہ نہیں کر سکتا ہے۔ لہذا اب اس کی بجائے فدیہ دیں گے یعنی فی روزہ اور فی نماز نصف صاع پونے دو میرا گندم یا اس کی قیمت مساکن کو دینے کے تاکہ اللہ تعالیٰ ان تفساد شدہ روزوں اور نمازوں کا اسے بدلہ منظور فرما کر اسکی مغفرت فرمائیں اگر اس شخص نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ میرا فدیہ دیا جائے تو پھر تو دادوں کو ثلث مال میں سے وصیت پورا کرنا اور اس طریقہ پر استقاط کرنا واجب ضروری نہیں گئے اور اگر اس نے مرتے وقت وصیت نہیں کی ہے تو پھر وارثوں پر واجب اور ضروری تو نہیں لیکن اگر وارثوں میں نابالغ یا غائب ورنہ ہیں تو ان کے حق اور حصہ میں سے تو نہیں لے سکتے مگر جو بالغ اور موجود وارث ہوں ان کے لئے مستحب اور بہتر یہ ہے کہ وہ اپنی خوشی سے فدیہ دے کر اس میت کے فتنہ کو چھڑا دیں جو ان کا رشتہ دار تھا اور اس کا مال اب ان کے قبضہ میں آگیا ہے پس استقاط کی حقیقت یہی ہے کہ کسی میت کے ذمہ جو نماز روزے باقی تھے ان کے فدیہ میں موت کے بعد مساکن کو اس نیت سے کچھ دیا جائے کہ یہ ان کے روزوں اور نمازوں کے لئے فدیہ اور بدلہ بن جائے چاہئے کہ مسلمان ہیں صحیح نیت کی رسم و رواج کی پابندی یا یا خود کی خاطر کرنا یا نابالغوں اور غیر موجودہ ورثہ کا مال خرچ کرنا اور یا غیر مستحقین اغنیاء کو دینا

# مجلس حزب الانصار کی امداد و ذرائع

۱۔ جس قدر رسالہ کا دائرہ اشاعت وسیع ہوگا۔ اسی قدر تبلیغی کام زیادہ ہو سکے گا۔ اور حزب الانصار ایسے مصارف سے سبکدوشی حاصل کرے گا۔

۲۔ وقفی کتب خانہ کے لئے اپنے پاس سے یا خرید کر کتابیں عطا فرمائیں اور دوسروں کو ایسا کرنے کی تلقین کریں اور ہمیشہ کے لئے وہ کتاب صدقہ جاریہ کا کام دے گی۔

۳۔ اگر آپ تبلیغ کر سکتے ہیں تو حزب الانصار کے شعبہ تبلیغ میں اپنا نام درج کر اگر ایک تنظیم کے ماتحت کام کیجئے تاکہ آپ کی خدمات سے مسلمان احسن طریق پر مستفیض ہو سکیں۔

۴۔ دیہات کے امان مساجد میں سے جو جاہل ہوں انہیں مجبور کریں کہ وہ کم از کم تین ماہ دارالعلوم عزیز یہ میں ضروری دینی تعلیم حاصل کریں اور اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے لئے دارالعلوم میں بھیجیں۔

۵۔ اپنے ہاں تبلیغ احکام دینیہ کے لئے جلد مقرر کر کے حزب الانصار کے مبلغین طلب فرمائیں۔

(ناظم حزب الانصار بھیرہ)

بشیشیشیش

۱۔ خود رکن بن کر اور اپنے احباب کو بنا کر اس کا حلقہ کار وسیع کیجئے۔

۲۔ اپنے مفید مشوروں اور ہدایات سے مستفیض فرماتے رہیں۔ اگر آپ اہل قلم ہیں تو رسالہ شمس الاسلام کی قلمی اعانت فرمائیں۔

۳۔ بیکس۔ لاوارث بنامی مساکین کو غیر مذہب کے انٹر سے محفوظ رکھنے کے لئے اور آوارگی سے بچانے کے لئے ناظم حزب الانصار کے پاس روانہ فرمائیں تاکہ ان کی تعلیم و تربیت بہتر طریقہ پر ہو سکے۔

۴۔ رفض مرزا ائیت یاد دیگر اثرات سے دیہات و مواصلات کو محفوظ رکھنے کے لئے ہمارے شریک کار بنیں اور اپنے علاقہ کی اطلاعات ہمیں بھیجتے رہا کریں۔

۵۔ دارالعلوم عزیز یہ کے طلبہ مساکین کے لئے زکوٰۃ صدقات چڑھائے قربانی وغیرہ سے امداد فرمائیں اور اپنے حلقہ سے فراہمی ساریہ میں سبھی فرمائیں۔

۶۔ رسالہ شمس الاسلام کے خریدار بن کر اور دوسروں کو بنا کر حزب الانصار کے مصارف کو کم کرنے کا ذریعہ بنیں کیونکہ کاغذ کی ہونک گرانے کی وجہ مصارف ناقابل برداشت

# تبلیغی کتابیں

## کشف التلبیس

مصنف مولانا سید ولایت حسین شاہ

صاحب دہلوی یہ کتاب شیعوں کے مشہور رسالہ "نودایمان" کے جواب میں لکھی گئی ہے شیعوں کا یہ رسالہ لاکھوں کی تعداد میں طبع ہو کر ہزار ہا سستی نو جوانوں کی گمراہی کا باعث بن چکا ہے بشیعہ روساؤں کی طرف سے مثنیوں میں مفت تقسیم ہوتا رہا ہے شیعوں کی اس ظلمت کفر کا عقلی نقلی دلائل سے جہذب پیرایہ میں تبلیغ رد اس کتاب میں موجود ہے شیعوں کے تمام مطامع و اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں قیمت نصف ادل ۴۰ دوم ۸ سوم ۴ کل طلب کرنے پر ۴۰ محصولہ اک علاوہ جس میں مرزائے قادیانی کے اپنے قلم سے اس کے اپنے سوانح و عقائد و عبادات

## برق آسمانی

و معاملات و کارنامے تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔ علاوہ انہیں خلیفہ نودالدین و مرزا محمود کے سوانح حیات اور ان کے عقائد وغیرہ بیان کرنے کے بعد حیات مسیح کے مسئلہ پر عقلی و نقلی دلائل جمع کئے گئے ہیں۔ اس کتاب نے مرزائیوں کا ناطقہ بند کر دیا ہے قیمت ۸

رسالہ خیر جاری و رد از تصنیف پیرزادہ مولانا

مذہب خاکساری محمد بہار الحق صاحب قاسمی

امرت سری۔ قیمت ۱

## تازیانہ نقشبندیہ

مؤلف مولانا حکیم حافظ عبدالرحمن

صاحب بکھروی اس کتاب میں مرزائے قادیانی کے ان اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔ جو اس نے صوفیائے کرام پر کئے تھے قیمت صرف ۴ علاوہ محصولہ اک

تحفہ مرزائیہ یعنی جریدہ شمس الاسلام کے دسمبر شمارہ

کا ایڈیشن جو قادیان نمبر کے نام سے موسوم ہوا تھا اس میں نہایت عمدہ مضامین قادیانیوں کے رد میں درج ہوئے ہیں۔ قیمت ۴

## ہدایات القرآن

عیسائیوں کے مشہور رسالہ

حقائق قرآن کا مبلغ رد۔ نیز اسی رسالہ کے ذریعہ مرزائیوں کے مغالطات بھی رد ہو سکتے ہیں۔ عیسائی لاکھوں کی تعداد میں حقائق قرآن کو ہر حال مفت تقسیم کرتے ہیں۔ لہذا ہدایات القرآن کی وسیع اشاعت نہایت ضروری ہے۔ فی نسخہ ۱

مظلوم قوم تصنیف مولوی محمد بخش صاحب سلم بی اے

اس کتاب میں مصنف نے اچھوتوں پر ہندوؤں کے مظالم اور اسلامی مساوات و اسلامی تعلیمات

کو موثر پیرایہ میں بیان کر کے اچھوتوں کو اسلام کی دعوت دی ہے۔ قیمت ۵ علاوہ محصولہ اک

لنہ کاپ

مینجر جمیدہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)